



وزیر اعظم کا 4 نکاتی فارمولہ

بھارت نے امن فارمولہ مسترد کر کے
روایتی پت دھرمی کا ثبوت دیا۔

امیر محمد رفیع سید سید ساجد میر



سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

مسجد نبوی کے پہلے شہید!



محبت کا علاج.....!؟

بیوی کا الگ اکاؤنٹ.....!؟

مسلمانوں کو عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کرنا.....!؟

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد رحمہ اللہ

بے چارگی انسان

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا سْتَكْبَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ الشُّوْبُ ۚ إِنَّا أَنَا الْغَنِيُّ ۚ وَبَشِيرٌ ﴿۱﴾﴾ (الأعراف)

”آپ فرمادیتے ہیں کہ میں خود اپنی ذات کے لیے بھی کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ ہی نقصان (کو رفع کرنا) میرے اختیار میں ہے۔ مگر اس قدر کہ جس قدر اللہ نے چاہا ہو۔ اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا۔ میں تو محض ذرائع والا اور بشارت دینے والا ہوں۔“

اس خطہ ارضی پر انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ کوئی جماعت یا گروہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں۔ کیونکہ انہوں نے تکالیف اور مصائب جھیل کر اللہ کا پیغام زمین والوں تک پہنچایا اور ان کے لیے ظلمت جہالت کے اندھیروں سے نکلنے کا سامان کیا۔ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترنے اشرف المخلوقات تک اللہ کے پیغام کو پہنچانے کی بدولت ان پاکباز اور مقدس ہستیوں کو اللہ کا تقرب حاصل تھا اور خطہ ارضی پر اللہ تعالیٰ اگر کسی گروہ کو صاحب اختیار بناتا تو انہی کو بناتا۔ لیکن اس گروہ کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ اعلان کروا کر انسان کو اس کی بے چارگی کا پتا دے دیا گیا ہے کہ صاحب اختیار صرف اور صرف اللہ خالق کائنات کی ذات ہے۔ یہ انسان کی صرف خام خیالی ہے کہ وہ صاحب مال و دولت یا صاحب اقتدار بن کر جو چاہے حاصل کر لے گا:

﴿وَأْمُرِ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنَّى ۚ فَبِذَلِكَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ ﴿۱﴾﴾ (النجم)

”بھلا کہیں انسان کو ہر وہ چیز مل جاتی ہے جس کی وہ تمنا کرتا ہے (نہیں بلکہ ہر تمنا) اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ آخرت کی بھی اور دنیا (کی بھی)۔“

انسان اپنے لیے راحت و سکون کی تلاش میں دنیاوی عیش و عشرت میں مصروف ہوتا ہے کہ اسے موت کا فرشتہ آن گھیرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر انسان کی بے چارگی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب وہ اپنے لیے محلات و باغات تیار کر لیتا ہے اور ان میں رہنے کا سارا سامان کر لیتا ہے تو اسے وہاں قیام نصیب نہیں ہوتا اور اس سے پہلے ہی موت اسے اچک لے جاتی ہے:

﴿وَكُنْ يَوْجُوَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجْلُهَا ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ ﴿۱﴾ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۲﴾﴾ (الأنعام)

”اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ بخوبی واقف ہے۔“

انسان کی کامیابی اور فلاح صرف اسی چیز میں ہے کہ وہ اللہ کی رضا کو اپنی رضا بنالے اور نبوی ظاہری اسباب پر تنکیہ کرنے کی بجائے اللہ کی ذات پر ایمان و یقین رکھے اور اللہ کی رضا خوشنودی اور تقرب کے لیے اعمال بجالائے۔ اگر انسان ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر اسے اللہ تعالیٰ اس بے چارگی کا احساس تک نہیں ہونے دیتا۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی رحمہ اللہ

آداب میزبانی

إِعْنِ أَبِي سُورِجَ الْكَنْبِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ صِفَتَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمَ وَلِيْلَتِهِ، وَالصِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَتَوَيَّ عِنْدَهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ." [بخاری ومسلم]

سیدنا ابو سرج کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ”جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن اور ایک رات خوب اہتمام کرے اور مہمان نوازی تین دن تک ہے اس کے بعد صدقہ ہے اور اس (مہمان) کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کے ہاں مقیم رہے حتیٰ کہ اسے تنگی میں ڈال دے۔“

رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں اپنی امت کی رہنمائی فرمائی ہے تلاوت کردہ حدیث میں میزبانی کے آداب اور مہمان کی ذمہ داری کی وضاحت کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے پر لازم ہے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔“ چونکہ اعمال کا حساب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کرے گا اس لیے ایمان باللہ اور آخرت پر ایمان لانے کا ذکر فرمایا تاکہ اجر و ثواب کی امید پر مہمان کی عزت کرے۔ مہمان کی خدمت اپنی استطاعت کے مطابق کی جائے یہ نہ دیکھا جائے کہ مہمان اجنبی ہے یا قریبی بلکہ اپنی ہمت سے بڑھ کر اس کی خدمت کی جائے تاکہ قیامت کے روز اجر و ثواب حاصل ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے تعلیم دی ہے کہ پہلے دن تو مہمان کی خوب خدمت کرے اور پھر تین دن تک اس کی ضیافت کا اہتمام کرے۔ اس کے بعد اگر مہمان نے مزید قیام کرنا ہے تو پھر تکلف کی ضرورت نہیں جو گھر میں خود کھاتے ہیں مہمان کو بھی کھلاتے رہیں۔ جس طرح آپ ﷺ نے میزبان کو تعلیم دی اسی طرح مہمان کو بھی آداب سکھائے کہ بلاوجہ میزبان کو تنگ نہ کرے۔ بعض مہمانوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کھانے میں عیب لگاتے ہیں یا اپنی پسند کی چیز کا مطالبہ کرتے ہیں یہ نامناسب ہے۔ مہمان کو آپ ﷺ نے یہ حق بھی نہیں دیا کہ کھانا یا کوئی اور کھانے پینے کی چیز جب اس کے سامنے رکھی جائے تو وہ وہاں پر موجود دیگر افراد کو دعوت دے یہ حق میزبان کا ہے۔ مہمان کو حضور اقدس ﷺ نے یہ تعلیم بھی دی کہ اپنے قیام کو بلاوجہ طول نہ دے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میزبان تنگ پڑ جائے اور پریشانی کا شکار ہو جائے۔ مہمان اور میزبان پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھیں۔ میزبان کو چاہیے کہ وہ مہمان سے یہ نہ پوچھے کہ کھانا کھائیں گے یا پانی پیئیں گے بلکہ خود خیال کریں یعنی اگر کھانے کا وقت ہے تو کھانا اور اگر کھانے کا وقت نہیں تو مشروبات سے مہمان کی تواضع کریں اور اجر پائیں۔

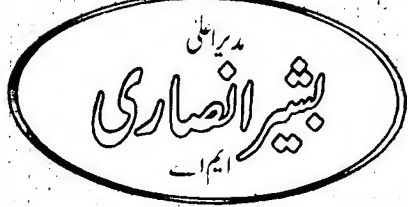
اردو ہماری قومی زبان!

پچھلے دنوں سپریم کورٹ آف پاکستان نے اردو کو سرکاری اور دفتری زبان کے طور پر فوری نافذ کرنے کا حکم دیتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ”آئین کا اطلاق ہم سب پر فرض ہے۔ اس معاملے میں مزید کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔“ وفاقی اور صوبائی سطح پر حکومت چلانے کے لیے ایک غیر ملکی زبان کا استعمال غیر ضروری ہے۔ صدر مملکت وزیراعظم اور تمام وفاقی سرکاری نمائندے اور افسر ملک کے اندر اور باہر اردو میں تقاریر کریں۔ تین ماہ کے اندر اندر وفاقی اور صوبائی قوانین کا قومی زبان میں ترجمہ کر لیا جائے۔“ حکومت خود آئینی احکامات کی پابندی نہیں کرتی تو قانونی طور پر عوام کو بھی آئین کی پابندی پر مجبور کرنے کی مجاز نہیں سمجھی جاسکتی۔

پورے ملک میں چھوٹی بڑی شاہراہوں کے کناروں پر راہ نمائی کی غرض سے نصب سائن بورڈ تین ماہ کے اندر انگریزی کے ساتھ اردو میں بھی نصب کیے جائیں۔ اردو کے نفاذ و ترویج کے سلسلے میں ادارہ فروغ قومی زبان کو مرکزی حیثیت دی جائے۔ آرٹیکل 251 کے احکامات کو بلا غیر ضروری تاخیر فوراً نافذ کیا جائے۔ کوئی سرکاری ادارہ یا بلکار آرٹیکل 251 کے احکامات کی خلاف ورزی جاری رکھے گا تو جس شہری کو نقصان پہنچے گا اسے قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہوگا۔ عمل درآمد کی رپورٹ تین ماہ کے اندر تیار کر کے عدالت میں پیش کی جائے۔ چیف جسٹس جواد اویس خوجہ کی سربراہی میں سپریم کورٹ کے تین رکنی فل بینچ نے اردو کو بطور سرکاری زبان رائج کرنے سے متعلق فیصلہ اردو میں سنایا۔ ”یاد رہے کہ نئے چیف جسٹس آف پاکستان خوجہ اویس جواد نے انگریزی میں حلف اٹھانے کی رسم کو توڑا اور اپنی قومی زبان اردو میں حلف اٹھایا ہے۔“ مجلہ ”بیٹاق“ (ستمبر 2015ء) نے لکھا ہے کہ عدالت عظمیٰ اردو زبان کو دفتری زبان بنانے اور اس کے آئینی تقاضے کو احسن طریقے سے پورا کرنے کے لیے مخلصانہ کوشش کر چکی ہے اور چیف جسٹس کا اردو میں حلف اٹھانا ان ہی کوششوں کا حصہ ہے۔ لیکن حکومتی اور بعض غیر حکومتی ذرائع اردو کے خلاف انتہائی خوفناک سازش تیار کر چکے ہیں۔ حال ہی میں اسلام آباد میں ”علم پاکستان موومنٹ“ کے زیر اہتمام ایک اجلاس میں ہمارے مرکزی وزیر برائے منصوبہ بندی اور ڈویلپمنٹ احسن اقبال نے خطاب فرمایا۔ اس میں سامعین کو یہ بتایا گیا کہ حکومت ”اُردویش“ کو ذریعہ تعلیم متعارف کرائے گی جو انگریزی اور اردو کا حسین امتزاج ہوگا۔ احسن اقبال فرماتے ہیں کہ اس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہمیں اردو ذریعہ تعلیم اور انگریزی ذریعہ تعلیم کے جھگڑے سے نجات مل جائے گی۔ ہماری رائے میں یہ اردو کے خلاف ایک خوفناک سازش ہے جس سے اردو کا حلیہ اس قدر بگاڑ دیا جائے گا بلکہ صحیح تر الفاظ میں اردو کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ جو ”اُردویش“ کا لفظ بنایا گیا ہے اس میں اردو کی ”و“ کو کات کر اس کی جگہ انگلش کی ”اش“ لگا دی گئی ہے۔“ تاریخ شاہد ہے کہ بھارت میں اردو رسم الخط ختم کر دیا گیا۔ ترکی میں عربی رسم الخط کو دیس نکالا دیا گیا۔ پاکستان جس کی قومی زبان اردو ہے جس میں عربی کے بعد سب سے زیادہ دینی لٹریچر اردو میں ہے۔ دنیا کی پانچویں بڑی زبانوں میں شامل ہے۔ خدا جانے اب بعض عناصر اس کے درپے کیوں ہیں؟ جب کہ آئین میں اسے قومی زبان دینے کی ضمانت موجود ہے۔

بانی پاکستان محمد علی جناح نے ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ کے جلسہ عام میں کہا تھا کہ میں آپ کو واضح طور پر بتا دیتا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہوگی اور صرف اردو کے سوا اور کوئی زبان نہیں جو کوئی آپ کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ پاکستان کا دشمن ہے۔ ایک مشترکہ سرکاری زبان کے بغیر کوئی قوم باہم متحد نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی کام کر سکتی ہے۔ دوسرے ممالک کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے۔ پس جہاں تک پاکستان کی سرکاری زبان کا تعلق ہے وہ اردو ہی ہوگی۔

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا کہ ”صوبے میں دفتری استعمال کے لیے اس صوبے کے لوگ جوئی زبان چاہیں منتخب کر سکتے ہیں یہ مسئلہ خالصتاً صرف اس صوبے کے لوگوں کی خواہشات کے مطابق حل ہوگا۔ البتہ پاکستان کی سرکاری زبان جو مملکت کے مختلف صوبوں کے درمیان افہام و تفہیم کا ذریعہ ہے صرف ایک ہی ہو سکتی ہے اور وہ اردو ہے۔ اردو کے سوا اور کوئی زبان نہیں۔“ حقیقی بات یہ ہے کہ اردو وہ زبان ہے جسے برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں نے پرورش کیا ہے۔ اسے پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سمجھا جاتا ہے۔ یہ وہ زبان ہے جو دوسری صوبائی اور علاقائی زبانوں سے کہیں زیادہ اسلامی ثقافت اور اسلامی روایات کے بہترین سرمائے پر مشتمل ہے اور دوسرے اسلامی ملکوں کی زبانوں سے قریب ترین ہے۔



☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

مجلس
ادارت

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن و حدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام و مسائل
- 6 سورہ المائدہ کی آیت (طہر حرم)
- 9 سرمایہ قیادت و سیادت سیدنا عمر
- 12 بنی کا حادثہ توجہ طلب امور
- 16 مدارس کا مستقبل بدخواہوں کی مایوسی
- 18 حدیث حقیقت کے آئینہ میں
- 22 یادِ زندگان شیخ الحدیث محمد یحییٰ گوندلوی
- 25 طب و صحت
- 26 اخبار الجہاد

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام
اور ترسیل زرنمبر کے نام کی جائے

ہفت روزہ ”اہل حدیث“
چوک اہل حدیث (المعرفہ بقی چوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37725525 فیکس: 042-37720257
email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک	
سالانہ	500/- روپے
ششماہی	300/- روپے
بذریعہ بی بی	535/- روپے
بی بی منالک سے	5500/- روپے
نی پرنس	15/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”المشر پرنٹ ان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق نے 1963ء میں علی گڑھ یونیورسٹی میں خطبہ صدارت پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ "زبان صرف اظہار و خیال کا آلہ کار ہی نہیں بلکہ ہماری زندگی کا جز ہے۔ اس میں ہمارے تمدن، شائستگی، حیالات، جذبات، تجربات اور مشاہدات کی تاریخ پنہاں ہوتی ہے۔ جب ایک زبان کی جگہ دوسری زبان لے لے گی تو اس زبان کے اپنے طور طریقے، اشارے، کنائے، رسم و رواج، تہذیب، رہن سہن، تمدن اور تاریخ علیحدہ ہوتی ہے۔" سچی بات یہ ہے کہ اردو ہماری روایات، ہمارا ماحول اور ہماری شناخت ہے۔ جو کسی بھی بدلسی زبان سے زیادہ شیریں اور چاشنی کی حامل ہے۔ زندہ قوموں کی پہچان ان کی تہذیب و ثقافت کے ذریعے ہوتی ہے۔ زبان زندہ قوموں کی تاریخ کی وارث و امین بھی ہوتی ہے اور ان کے مستقبل کی ضامن بھی۔ اردو زبان کو پندرہ سال میں اس کا حق دینے کی بات کی گئی مگر آج تک اسے حق نہیں ملا۔ حکمرانوں نے انگریزی کو سینے سے لگا رکھا ہے اور بڑی تیزی کے ساتھ انگلش میڈیم سکول معرض وجود میں آ رہے ہیں اور اردو کو ثانوی حیثیت دی جا رہی ہے۔ جبکہ 1956-1962 اور 1973ء کے دساتیر میں ضمانت دی گئی ہے کہ اسے سرکاری زبان بنایا جائے گا۔ یہ قومی زبان اس لیے ہے کہ اسے بین الاقوامی تہذیبوں کے درمیان ایک پل کا مقام حاصل ہے۔ یہ ہر علاقے اور دنیا کے بہت سے مقامات پر بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ایسی زبان ہمیشہ زندہ رہتی ہے جو قوم اپنی زبان بھول جاتی ہے وہ قوم گوگل ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ اردو زبان بڑی شائستہ اور خوبصورت زبان ہے۔ عربی ہماری شری زبان اور اردو قومی زبان ہے۔ ہمیں اس کی ناقدری کا گلہ ہے اس لیے کہ حکمران انگریزی میں خطاب کرتے ہیں اور غیر ملکی مہمان اپنی زبان میں۔ یہ بات خوش کن ہے کہ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قانون، انصاف اور انسانی حقوق نے قومی زبان اردو کو علاقائی زبان کا درجہ دلانے اور انگریزی کو بطور قومی زبان تسلیم کرانے کی گھناؤنی سازش پر مبنی قرارداد مسترد کر دی ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ حکمران جماعت مسلم لیگ (ن) کی رکن قومی اسمبلی مادی میمن نے اور بھی چند مسلم لیگی ارکان کے دستخطوں سے یہ آئینی ترمیم کی قرارداد پیش کی تھی جو سراسر آئینک 251 کی نفی ہے۔ آخر ان لوگوں کو اردو سے کیا خطرہ ہے؟ وزیر اعظم کو اس کا ٹوٹس لینا چاہیے اور یہ واضح کر دینا چاہیے کہ یہ قرارداد حکمران پارٹی نے کسی اجلاس میں پاس نہیں کی۔ آئین کے آرٹیکل 251 کے مطابق اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دے دیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ صوبائی اسمبلیوں کو بھی اختیار دے دیا گیا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اردو کے علاوہ صوبائی زبان کی ترقی اور تعلیم کے لیے بھی کام کر سکتی ہیں۔ یاد رہے کہ اس پندرہ سال کے عرصہ یعنی 1988ء میں اسے قومی زبان کا درجہ مل جانا چاہیے تھا مگر ضیاء الحق کی مارشل لا نے 1973ء کا آئین ہی معطل کر دیا مگر سینئر قانون دان اسماعیل قریشی نے ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں آئینی درخواستیں دائر کیں جس پر سپریم کورٹ نے آرٹیکل 251 کے تقاضے کے مطابق احکام صادر کر دیے مگر حکمران جماعت نے کسی ذمہ داری کا ثبوت نہ دیا۔ قوم کا مطالبہ اور حالات کا تقاضا یہ ہے کہ حکومت آئین اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق فوری طور پر اردو کو سرکاری اور قومی زبان بنانے کے لیے عملی اقدامات کرے۔ کیونکہ اردو زبان ہمارے ملک کی تہذیب کی آئینہ دار ہے اس لیے اس زبان کا بطور سرکاری زبان اپنانا، ملکی ترقی، قومی استحکام، صوبائی روابط، دفتری معلومات کو باحسن طریق نمٹانے، مختلف قسم کی دوسرے درجے کے تقاضوں کی حوصلہ شکنی اور پاکستان کی بین الاقوامی عزت افزائی و عظمت کے لیے لازمی ہے۔ نیز اردو کو قومی و سرکاری زبان کا درجہ دینا حکومت کی آئینی ذمہ داری ہے۔

بھارت نے وزیر اعظم نواز شریف کا ۴ نکاتی امن فارملہ مسترد کر کے ریاستی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔ پروفیسر ساجد میر

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ بھارت نے وزیر اعظم نواز شریف کا 4 نکاتی امن فارمولہ مسترد کر کے روایتی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا ہے۔ وزیر اعظم نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کشمیر اور فلسطین کے ایشو پر جاندار موقف پیش کیا، جس کا فلسطینی اور کشمیری قیادت خیر مقدم کر رہی ہے۔ مظالم فلسطینیوں اور کشمیریوں کو نواز شریف کے اسرائیلی اور بھارتی جارحیت کے خلاف جاندار خطاب سے حوصلہ ملا ہے۔ جامعہ ابراہیمیہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ اقوام متحدہ مسئلہ کشمیر کے حل میں ملکی کردار ادا کرے تو علاقائی اور عالمی امن کی ضمانت مل سکتی ہے۔ پاکستان اور بھارت کے مابین مستقل امن کے قیام کیلئے پیش کردہ چار نکاتی فارمولا یو این چارٹر کے مطابق ہے اور پر امن بقائے باہمی کے آفاقی اصول کے عین مطابق ہے۔ اقوام متحدہ کو اس فارمولے کو قابل عمل بنانے میں بھی کردار ادا کرنا چاہیے۔ بھارت کی ہٹ دھرمی اور کشمیر پر اسکی تسلط جمائے رکھنے کی پالیسی پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے تاریخ میں پہلی بار پاکستان کی طرف سے بھارت کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کے ثبوت اقوام متحدہ کے حوالے کرنے کو ایک بڑی سفارتی کامیابی قرار دیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ بلوچستان، فانا اور کراچی میں دہشت گردی میں بھارت کے ملوث ہونے کے ثبوت ملنے کے بعد اقوام متحدہ کو بھارت کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے۔

نواز حکومت کے بازو مروڑنے کے لیے عمران خاں پہلے بھی استعمال ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ پروفیسر ساجد میر

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینئر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ نواز حکومت کے بازو مروڑنے کے لیے عمران خاں پہلے بھی استعمال ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ عمران خاں کو کے پی کے میں سی سی فائل کھیلنے کا موقع ملا ہے وہاں اپنی کارکردگی دکھائیں پھر فائل کھیلیں مگر انہوں نے سی سی فائل سے پہلے ہی فائل کھیلنا شروع کر دیا ہے۔ انٹیلیجنٹ کے مہروں کا مستقبل تاریک ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اتوار کے روزمرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ میں مبلغین کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ ملک میں ابھی جمہوریت کی جڑیں پوری طرح مضبوط نہیں ہوئیں۔ ابھی سیاسی جماعتوں کو مزید قربانیاں دینا ہوں گی۔ بعض سیاستدانوں کے رویے ابھی بھی غیر جمہوری ہیں اور وہ ہمیشہ ایڈوچر ازم کے چکر میں رہتے ہیں۔ اسلام اور پاکستان دشمن طاقتیں ملک کو کمزور کرنے کے ایجنڈے پر گامزن ہیں۔ انہوں نے آرمی چیف کے اس بیان کی تائید کی کہ اسلام آباد میں کچھ لوگ داعش کی اطاعت کرنا چاہتے ہیں، پاکستان میں داعش کی بنیاد رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سال محرم الحرام میں بدامنی کا کافی خدشہ موجود ہے، اس لیے ہم نے حکومت کو تجویز دی ہے کہ محرم الحرام کے جلوسوں کو چار دیواری تک محدود کر دیا جائے۔ اجلاس میں اہل حدیث میں شمولیت کا اعلان کیا اور پروفیسر ساجد میر کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا۔

جناب
مولانا
ابو محمد عبدالستار احمد
مركز الدراسات الاسلاميه

فون: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: hammad3316@yahoo.com

احکام و مسائل

بیوی کا الگ اکاؤنٹ

سوال میں گزل کالج میں پڑھاتی ہوں، کیا میرے لیے ضروری ہے کہ میں اپنی تنخواہ اپنے خاوند کے اکاؤنٹ میں رکھوں؟ اگر میں اپنی آمدنی کے لیے بک میں اپنا الگ اکاؤنٹ کھولاتی ہوں تو ایسا کرنا شرعی طور پر جائز ہے؟ اس سلسلہ میں میری رہنمائی کریں۔

جواب اس سلسلہ میں ہم بطور تمہید گزارش کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گھریلو اخراجات کا ذمہ دار خاوند کو ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”مرد حضرات عورتوں پر نگران اور ذمہ دار ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر برتری دی ہے۔ نیز وہ اپنے مال سے خرچ کرتے ہیں۔“ (النساء: ۳۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گھر کے جملہ اخراجات برداشت کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے ایسی صورت حال کے پیش نظر عورت کو ملازمت یا معاشی طور پر خود کفیل ہونے کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے۔ بلکہ اسے گھر میں رہتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت پر توجہ دینا چاہیے۔

ایک دوسری حقیقت کی طرف بھی ہم اشارہ کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کہ نکاح کے بعد سب سے اہم امر یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان جو رشتہ قائم ہوا ہے اسے مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی کوشش کی جائے اس کے لیے ہر وہ کام کر لینا چاہیے جو اس تعلق کی پختگی کا باعث ہو اور ہر اس کام کو قربان کر دیا جائے جو اس تعلق کی خرابی کا باعث ہو۔ اس سلسلہ میں اگر میاں بیوی میں سے کسی کو اپنے مفادات یا حقوق کی قربانی دینا پڑے تو اس سے دریغ نہ کیا جائے۔

اس تمہیدی گفتگو کے بعد ہم اصل مسئلہ کی طرف آتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو دور جاہلیت کے مختلف ظلم و ستم سے نکال کر اسے حقوق ملکیت سے نوازا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”مردوں کے لیے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اسی طرح عورتوں کے لیے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔“ (النساء: ۳۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو جو مال وراثت سے ملتا ہے یا اسے کوئی چیز بہہ کی جاتی ہے یا وہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کماتی ہے وہ اس کی مالک ہے اور وہ اس میں تصرف کرنے کا پورا حق رکھتی ہے وہ اپنی دولت اپنے خاص اکاؤنٹ میں رکھ سکتی ہے۔ خاوند کو شرعی طور پر کوئی حق نہیں کہ وہ اس کے مال پر زبردستی قبضہ کر لے یا وہ مشترکہ اکاؤنٹ میں رکھنے پر مجبور کرے۔ البتہ عورت کے اخلاق کریمانہ سے امید کرنا چاہیے کہ وہ اپنے غریب خاوند کے ساتھ دست تعاون بڑھائے اور گھر کے اخراجات میں اپنا حصہ ڈالے اس سے گھر کا نظام بھی خوش اسلوبی سے چلے گا اور باہمی تعلقات بھی مضبوط ہوں گے۔ پھر بچوں پر بھی اس کا خوشگوار اثر ہوگا۔ واللہ اعلم!

محبت کا علاج

سوال میں تعلیم یافتہ غیر شادی شدہ خاتون ہوں، میں اپنے دل میں ایک پابند شریعت لڑکے کے متعلق نرم گوشہ رکھتی ہوں اور اس سے شادی کی خواہش مند ہوں، لیکن مصنوعی معاشرتی دیواریں اس خواہش کے آگے گھڑی ہیں اس سلسلہ میں میری رہنمائی کریں۔

جواب والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو معاشرے کے بُرے اثرات سے محفوظ رکھنے کی بھرپور کوشش کریں اور ان کی دنیا بنانے کے ساتھ ساتھ ان کی آخرت سنوارنے کی بھی سعی کریں بلکہ اسے ہر کام پر ترجیح دیں۔ اگر حادثاتی طور پر ان کی کسی سے محبت ہو جاتی ہے اور اس محبت میں کوئی دینی نقصان نہ ہو تو ان کے جذبات کا احترام کریں کیونکہ کسی سے محبت اور نفرت دونوں غیر اختیاری ہوتی ہیں۔ انہیں مختلف حربوں سے دبانے کی بجائے ان کا رخ صحیح سمت کی طرف پھیر دینا چاہیے تاکہ ان کا رخ شرعی ممنوعات کی طرف نہ ہو جائے۔ اگر کسی مرد اور عورت کا ایک دوسرے کی طرف میلان ہو جاتا ہے تو ناجائز تعلقات قائم کرنے کی بجائے نکاح کا تعلق قائم کر لینا بہتر ہے۔ دل میں نرم گوشہ رکھنے والوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے عدالت کا دروازہ نہ کھٹکھٹائیں بلکہ وہ اپنے والدین کو اعتماد میں لیں۔ نکاح کی دیگر شرائط یعنی ولی کی اجازت، حق مہر، ایجاب و قبول اور گواہوں کی موجودگی کا اہتمام بھی کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”آپس میں محبت رکھنے والوں کے لیے نکاح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی گئی۔“ (ابن ماجہ النکاح: ۱۸۴۷)

احادیث میں اس حدیث کا پس منظر بایں الفاظ بیان ہوا ہے: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! میرے زیر نگرانی ایک یتیم لڑکی پرورش پارہی ہے اس کے لیے دو رشتے آئے ہیں ان میں سے ایک مالدار شخص ہے اور دوسرا فقیر بے نوا کا، ہماری خواہش ہے کہ اس کا نکاح مالدار سے کریں لیکن اس کا میلان تنگدست کی طرف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”باہم محبت کرنے والے مرد و عورت کے لیے نکاح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی گئی۔“ (سلسلہ الاحادیث الصحیحہ: ج ۳ ص ۱۹۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچی اور بچے کے ذاتی رجحانات اور میلانات کا خیال رکھنا چاہیے، نکاح کے سلسلہ میں ان پر کوئی رشتہ ٹھونسا نہ جائے، اس سلسلہ میں برادری اور مال و دولت کو قطعاً معیار نہ بنایا جائے۔

مسلمان کی عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کرنا

سوال ہم ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں عیسائیوں کی حکومت ہے، وہاں ان کے اپنے قبرستان ہیں، جب ہمارا کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے تو ہم اسے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، ایسے حالات میں ہمارے اس عمل کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

جواب جب کوئی مسلمان فوت ہوتا ہے تو اس کے چند ایسے حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ خاص ہیں۔ مثلاً:

- ✽ مسلمان میت کو ایک خاص طریقہ سے غسل دینا
- ✽ اس کی نماز جنازہ پڑھنا
- ✽ دفن کرتے وقت اس کا چہرہ قبلہ رخ کرنا وغیرہ
- ✽ ایک خاص انداز سے اسے کفن پہنانا
- ✽ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا

دیار غیر میں رہنے والے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلمان میت سے متعلقہ حقوق کی ذمہ داری اٹھائیں، وہ کوشش کر کے اپنا الگ قبرستان بنائیں، اس کے حصول کے لیے باہمی تعاون کریں، کیونکہ خاص قبرستان سے ہی ان کا تشخص قائم رہ سکتا ہے۔ اگر مسلمان الگ قبرستان بنانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اور مالی اعتبار سے انتہائی کمزور ہیں یا وہاں کا قانون اس کے حصول میں رکاوٹ کا باعث ہے تو انہیں چاہیے کہ عیسائیوں کے قبرستان میں ہی ایک حصہ مخصوص کر لیا جائے جہاں وہ اسلامی طریقے کے مطابق اپنے مردوں کو دفن کر سکیں، اگر مسلمان اتنے بھی کمزور ہیں کہ اپنا خاص قبرستان نہیں بنا سکتے یا عیسائیوں کے قبرستان میں اپنے مردوں کے لیے کوئی حصہ مخصوص نہیں کر سکتے تو عیسائیوں کے قبرستان میں جہاں بھی جگہ ملے وہاں میت کو دفن کر دیا جائے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔“ (البقرہ: ۲۸۳)

امید ہے کہ ایسے حالات میں اگر کسی مسلمان کو عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا تو اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ کیونکہ مسلمان کی اخروی نجات کا دار و مدار اس کا عقیدہ اور اخلاق و کردار ہے، اس کے مقام تدفین کے بجائے اس کا نیک عمل اسے نفع پہنچائے گا۔ واضح رہے کہ اگر میت کے ورثاء اسے اپنے ملک لے جاسکتے ہیں تو لے جائیں، بصورت دیگر اسے وہیں دفن کر دیا جائے کیونکہ شریعت کا بھی مسئلہ ہے کہ آدمی جہاں فوت ہوا ہے وہیں دفن کر دیا جائے، وہاں اگر اس ملک میں کہیں بھی مسلمانوں کا قبرستان ہے تو انہیں وہاں دفن کرنا چاہیے، دور ہونے کی بناء پر اسے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کر دینا درست نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے حالات سے دو چار نہ کرے کہ وہ اپنے مردوں کو عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ آمین!

اہل بدعت کا نیا شوشہ

سوال ہمارے ہاں اہل بدعت نے قرآن خوانی کی رسم کو جائز قرار دینے کے لیے ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اس کا اور اس کے بعد اس کے مطابق عمل کرنے والوں کا اجر و ثواب ملے گا، اس حدیث کی کیا حیثیت ہے؟

جواب اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان کتب حدیث میں موجود ہے لیکن اس کا مفہوم غلط بیان کر کے اس سے بدعت کا جواز کشید کیا گیا ہے۔ اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس خاندانِ معمر کے چند مفلوک الحال لوگ آئے جو انتہائی فاقے کی حالت میں تھے اور انہیں مالی تعاون کی شدید ضرورت تھی۔ آپ نے اس وقت لوگوں کو صدقہ و خیرات کرنے کی ترغیب دی تو ایک شخص چاندی کی تیلی لے کر آیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے آگے رکھ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا: ”جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ شروع کیا اسے اس کا اور اس کے بعد اس کے مطابق عمل کرنے والوں کا اجر و ثواب ملے گا۔“ (مسلم الزکوٰۃ: ۱۰۱۷)

اس حدیث کے مفہوم کے مطابق طریقہ شروع کرنے سے مراد اس کے مطابق عمل کرنا ہے، اس کا معنی ایجاد کرنا نہیں۔ کیونکہ کسی عمل کا حکم تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے، لہذا اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص کسی سنت کے مطابق عمل کا آغاز کرے اور لوگ اس میں اس کی اقتداء کریں تو اسے امور سنت کے مطابق عمل کرنے کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کے اجر و ثواب کے برابر بھی اجر و ثواب ملے گا جو اس کے مطابق عمل کریں گے۔ اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ انسان جو چاہے شریعت میں ایجاد کر سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [کل بدعة ضلالة] ”ہر بدعت گمراہی ہے۔“ (مسلم الجمعۃ: ۸۶۷)

نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”تم (دین میں) نئے نئے کاموں سے اجتناب کرو، کیونکہ ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“ (ابوداؤد السنہ: ۴۶۰۷)

واضح رہے کہ مروجہ قرآن خوانی محض ایک رسم ہے جس کا خیر القرون میں کوئی ثبوت نہیں ملتا، اگر خیر القرون نے یہ کام کیا ہوتا تو ضرور کتب حدیث میں اس کا ذکر ہوتا، جب اس کا کوئی ذکر نہیں تو اس کے بدعت ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ واللہ اعلم!



کی آیت کی روشنی میں امت کا حال

سورۃ المائدہ

جناب حافظ یوسف سراج

جناب عاطف الیاس

حمد وثناء کے بعد:

اے لوگو! بیت اللہ شریف کے حاجو! اللہ کے فضل و کرم سے حجاج کرام اسلام کا پانچواں رکن ادا کر چکے ہیں۔ مشاعر مقدسہ کے عظیم میدانوں میں دُوب کر چکے، اپنا میل کچیل دور کر چکے ہیں اور بیت اللہ شریف کا طواف کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل اور بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمارے لیے اور ہم سے پہلے لوگوں کے لیے ان سارے اعمال میں آسانی فرمائی۔

اللہ کے بندو! مناسک حج کا اتمام ہمیں اتمام دین کی یاد دلاتا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع میں اپنے نبی ﷺ کی زندگی تمام ہونے کا اشارہ فرمایا۔

﴿إِذَا حُجَّاءُ نَصَرُوا اللَّهَ وَالْفَتْحَ ۖ وَرَأَيْتَ النَّاسَ

يَسْأَلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۚ

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ

إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿۱۰﴾﴾ (النصر)

”جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہو جائے۔ اور (اے نبی)

تم دیکھ لو کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح بیان کرو، اور اُس سے مغفرت کی دعا مانگو، بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔“

اس حج میں آپ ﷺ کو بیک وقت دو چیزوں سے خبردار کیا گیا:

ایک یہ کہ آپ ﷺ کی وفات کے ایام قریب آگئے ہیں، آپ ﷺ نے اسے حجۃ الوداع میں یوں بیان فرمایا:

”لوگو! میری بات غور سے سنو! شاید اس سال کے ہجری بعد میں آپ سے دوبارہ نزل سکوں۔“

دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے دین کے مکمل ہونے کا اعلان فرمادیا کیونکہ ایسا تو ناممکن تھا کہ

آپ ﷺ اللہ کا مکمل پیغام ادا کیے بغیر ہی اس دنیا سے رخصت ہو جاتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں کے لیے کوئی حجت باقی نہیں رکھنا چاہتا کہ کوئی دین کے ناقص ہونے کا اعتراض کر ڈالے۔

اسی لیے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جو شخص اسلام میں کسی شے کو بہتر سمجھتے ہوئے شامل کر دے تو گویا اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ محمد ﷺ نے پیغام کی ادائیگی میں خیانت کی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ

نِعْمَتِي ۖ وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (البائدہ: 3)

”آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص اسلام میں کسی شے کو بہتر سمجھتے ہوئے شامل کر دے تو گویا اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ محمد ﷺ نے پیغام کی ادائیگی میں خیانت کی ہے۔

تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔“

مفسرین نے بالاتفاق بیان فرمایا ہے کہ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر نازل کی گئی تھی۔ لیکن کس قدر شرم کی بات ہے کہ بعض مسلمان نوجوانوں کے ذہنوں سے اس آیت کا مفہوم دانستہ یا غیر دانستہ اوجھل رہے۔ یہاں تک کہ ان کی زبانیں پتھرا گئیں، قلم پھسل گئے اور شکوک و شبہات انہیں گمراہ کرنے لگے۔ حق کو باطل سے خلط ملط کر گزرتے اور ان کے اقوال و افعال سے ہر ایک کی ہاں میں ہاں ملانے والے اور علم کے بغیر ہر میدان میں کود پڑنے والے متاثر ہوئے لگے۔ ایسے لوگوں نے ہر اس چیز کو درست ٹھہرایا ہے جو ان کی شہوت نفس کے مطابق ہے اور یہ دعویٰ کرنے لگے ہیں کہ اسلام میں یہ صلاحیت

نہیں کہ یہ بدلنے احوال میں زندہ رہ سکے چنانچہ اسلام اس زمانے کی تہذیبوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انہوں نے یہ بھی کہہ ڈالا کہ اسلامی احکام کو بدل دینا چاہیے کیونکہ یہ ان کے دعویٰ کے مطابق، ہر جگہ اور ہر زمانے میں چلنے کے قابل نہیں۔

حالانکہ، اللہ کے بندو! حقیقت یہ ہے کہ یہ انتہائی شرمناک اور بے حد رسوا کن چیز ہے کہ اس آیت کا مفہوم غیر مسلم آج کے مسلمان نوجوانوں یا اسلامی گمروں میں پلنے والوں سے بہتر سمجھتے ہوں۔

صحیحین میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک یہودی نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ اپنی کتاب کی ایک ایسی آیت تلاوت کرتے ہیں کہ اگر یہ آیت ہمارے اوپر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید منایا کرتے۔ حضرت عمر نے پوچھا: کونسی آیت؟ یہودی نے بتایا:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي ۖ وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (البائدہ: 3)

”آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے پسند کر لیا ہے۔“

سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”بخدا! ہمیں معلوم ہے کہ یہ آیت کب اور کہاں نازل ہوئی۔ یہ آیت آپ ﷺ پر جمعہ کے دن عرفات کے میدان میں وقوف کے دوران نازل ہوئی تھی۔“

اللہ کے بندو! اس روایت کو یہاں نقل کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس دن میں جشن منانا چاہتے ہیں۔

نے بالکل سچ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلَاحِ كَآفَّةً ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ (البقرة)

”اے ایمان لانے والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آ جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو! جان رکھو کہ امت کو جتنی کمزوری، پریشانی اور بے چینی درپیش ہے یہ کوئی نئی بات نہیں اور نہ ہی بغیر اسباب و وجوہات اچانک آ جانے والی حالت ہے۔ بلکہ یہ کیفیت اس کے معجوط قلعے میں شکاف اور اس کی عمارت میں کئی ایک سوراخ ہونے کی وجہ سے رونما ہوئی ہے اور وہ اس لیے کہ اس کی اصلاح اور نگہداشت میں کوتاہی برتی گئی۔ پھر مصیبتوں کے پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ ہر فتنہ دوسرے کو بلاتے ہوئے کہتا رہا کہ اے میری بہن!!!

شام کے واقعات طفیانی، ظلم، سفاکی اور حد سے گزر جانے کی عکاسی ہے۔

﴿وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ﴾ (آل عمران)

”خوب جان لے کہ ظالموں سے اللہ ہرگز محبت نہیں کرتا۔“

سنو! کامیاب امت وہی ہے جو ذہن نشیں رکھتی ہے کہ ہر بعید و قریب کا حسد دشمن کی دشمنی سے بھی بدتر ہو سکتا ہے۔ اس امت کو جتنا نقصان ضعیف عقیدے کے حامل اپنے لوگوں نے پہنچایا ہے (جن پر شہوات نفس اور شکوک و شبہات نے اپنا رنگ دکھایا ہے) وہ دشمن کے نقصان سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ حسد میں مکاری اور کینہ جیسی بیماریاں پائی جاتی ہیں جو عداوت میں نہیں ہوتیں۔ اور کیا ہی خوب کہوات ہے کہ: ”ہر نعمت والے سے حسد کیا ہی جاتا ہے۔“

اس کی سب سے بڑی مثال حضرت یعقوب علیہ

﴿وَلَا تَتَّبِعُوا الْاِحْثٰى اَهُۥآءَ هُمْ لَقَسَدٰتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ﴾ (الزمر: ۶۱)

”اور حق اگر کہیں ان کی خواہشات کے پیچھے چلتا تو زمین اور آسمان اور ان کی ساری آبادی کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔“

اللہ رب العزت نے جب اس امت کے دین کی تکمیل فرمائی تو ہر خیر کی طرف رہنمائی کی اور ہر برائی سے خبردار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت علم و قدرت اور حکمت کے ساتھ اس امت کے دین کے لوازمات، اس کی بنیادیں اور اس کی خوشنمائی کی حفاظت فرمائی ہے تاکہ یہ امت اللہ کو رب ماننے، اسلام کو دین ماننے اور محمد ﷺ کو نبی اور رسول ماننے کی گھٹی چھاؤں میں راحت کی زندگی بسر کرتی رہے۔

اللہ کی حفاظت کی وجہ سے اس امت تک وہ چیزیں نہیں پہنچ پاتیں جو اس کی پاکیزگی کو گدلا اور اس کی

جب اس امت میں مصائب و آلام کی وجہ سے آزمائشوں اور دشمنوں کے حملوں کی وجہ سے بے چینی اور بخار کی کیفیت نظر آئے گی تو یہ سب سے بڑی دلیل ہوگی کہ یہ امت ایک ہی جسم کی مانند ہے جسے نفرتیں، بیماریاں اور شہوات نفسانی بکھیرنے میں ناکام رہی ہیں۔

عمارت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر ڈالتی ہیں۔ اس امت کی بنیادوں کو گھات لگا کر بیٹھے دشمنوں کے شکنجے اکھاڑ نہیں سکتے اور مکاروں کے بچے اسے زخمی نہیں کر سکتے، بشرطیکہ اس کے افراد کے درمیان اخوت، عدل، انصاف، قربانی، ایثار اور اللہ اور اس کی مخلوق کے لیے تواضع زندہ رہے۔

اللہ کے بندو! جب امت میں یہ خاصیتیں زندہ ہو جائیں گی تو یہ امت دشمنوں کی مکاری سے بچ جائے گی اور اپنے دفاع کے لیے ایک کلمے پر اکٹھا ہونے میں کامیاب ہو جائے گی۔ کلمہ توحید ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پر اکٹھی ہو جائے گی۔ پھر اس کے شایان شان کوئی زبان یا کوئی رنگ نسل نہ ہو سکے گی۔

جب اس امت میں مصائب و آلام کی وجہ سے، آزمائشوں اور دشمنوں کے حملوں کی وجہ سے بے چینی اور بخار کی کیفیت نظر آئے گی تو یہ سب سے بڑی دلیل ہوگی کہ یہ امت ایک ہی جسم کی مانند ہے جسے نفرتیں، بیماریاں اور شہوات نفسانی بکھیرنے میں ناکام رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ

بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ آیت ہمارے لیے مشعل راہ بن جائے۔ اسے ہم قوی دلیل کے طور پر ہر چالبازیاں کرنے والے لا پرواہ شخص کے منہ پہ دے ماریں جو ایک دوسرے کی آڑ میں یہ بہانہ بنا کر دین سے لٹکنا چاہتے ہیں کہ دین میں کچھ حقائق کامل نہیں پایا جاتا۔

آج جو اس طرح کی باتیں سن رہے ہیں یا اس سے ملتی جلتی تحریریں پڑھ رہے ہیں جو اللہ کے در سے عاری ضمیر والوں نے رقم کی ہیں، یہ ٹھیک انہی چیزوں میں سے ہے جن سے آپ ﷺ نے خبردار فرمایا تھا اور بتایا تھا کہ بعد کے زمانے میں یہ چیزیں رونما ہونے والی ہیں۔ فرمایا:

”سنو! تم میں سے جسے زندگی نصیب ہوگی، وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ ایسے حالات میں میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو تھامے رکھنا، اسے داڑھوں سے پکڑ لینا (کہ کہیں یہ آپ سے چھوٹ نہ جائے)۔“

(ابوداؤد و ترمذی)

جان رکھو! بہترین طریقہ آپ ﷺ کا طریقہ ہے۔ بعید! بالکل بعید بات ہے کہ بعد کے زمانے میں کوئی شخص ایسا طریقہ ایجاد کر لے جو طریقہ نبوی سے بہتر ہو جس پر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے جان نثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عمل کرتے رہے۔

دین کی کمزوری کی ایک صورت یہ ہے کہ اس میں ایسی چیزیں مل جائیں جو اس کی خوبصورتی پر اثر انداز ہوں اور جو اس کے خدوخال چھپا دیں جبکہ یہ دین تو نو ایجاد اشیاء کے سچ ایک تکمیل کی دعوت ہے۔ جب کوئی دو راستوں میں سے ایک چننے کے لیے پریشان ہوتا ہے تو دین ہمیشہ اسے اس راستہ کی طرف بلاتا ہے جو ان میں زیادہ بھلا ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص حق و باطل کی کشمکش میں ہوتا ہے تو دین ہمیشہ حق ہی کی طرف لے جاتا ہے۔

انسانی نفس کے لیے دین اسلام کا راستہ ہمیشہ دو راستوں میں مشکل تر اور دو طریقوں میں فیصلہ کن طریقہ ہوتا ہے کیونکہ گھاٹی میں نیچے اترا تو آسان ہوتا ہے تاہم اوپر چڑھنا بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ اس میں سنجیدگی اور محنت درکار ہوتی ہے۔

السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت ہے کہ:

﴿قَالَ يَبْنٰى لَا تَقْصُصْ رُءُيَاكَ عَلٰى اِخْوَتِكَ
فَيَكِيدُوْا لَكَ كَيْدًاۚ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ
مُّبِينٌ﴾ (یوسف)

”بیٹا، اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا ورنہ وہ تیرے درپے ہو جائیں گے، حقیقت یہ ہے کہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔“

سنو! (سرزمین حرمین کی اللہ نگہبانی فرمائے) یہ بھی حاسدوں، مکاروں اور گھات لگا کر بیٹھنے والے دشمنوں کے شر سے محفوظ نہ رہ سکی۔ کچھ لوگ بغض اور حسد میں جلتے ہیں اور پھر ہر گھات میں بیٹھے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرمین شریفین، وحی کے نزول کی جگہ اور نبی ﷺ کی جائے ہجرت کی خدمت کے شرف سے نوازا ہے، حجاج کرام، مستمرین اور زائرین کی نگہبانی کا شرف عطا فرمایا ہے۔ یہ دیکھ کر حاسدوں کی زبانیں منہ میں نہ رہ سکیں اور ان کے قلم و رغلانے اور تخریب کاری اگلتے ہوئے کبھی خشک نہ ہوئے۔

تاہم الحمد للہ! یہ ساری کوششیں ناکام رہیں۔ یہ تخریب کاری زور نہ پکڑ سکی۔ بلکہ ان کی مثال تو ایک سخت پتھر پر کدال مارنے والے کی سی ہے جو اپنا ہاتھ کمزور کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں کر پاتا۔

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ بلاد حرمین کے یہاں کچھ ایسی طے شدہ چیزیں ہیں جن سے کھیلنا ہرگز برداشت نہیں کیا جاسکتا اور نہ ان پر کوئی نئے تجربے کیے جاسکتے ہیں۔ جو اس کے اجتماع کو بکھیرنا، اس کے سکون کو برباد کرنا اور اس کے امن کو خوف میں بدلنا چاہے گا تو ہمارے درمیان اس کی کوئی جگہ نہیں ہے بلکہ ہمارے دل اسے باہر نکال پھینکیں گے اور ہماری زبانوں کے کوڑے اس پر ضرور رسید ہوں گے اور، اس سے بڑھ کر، وہ بدترین شکست سے دو چار ہو کر رہے گا۔ ہمیں اللہ پر مکمل اعتماد ہے اور پھر ایسے ہاتھ پر کہ جو سخت فیصلے کرنے والا ہے، امن کے معاملے میں مذاق نہیں جانتا، فکری گمراہیاں اسے قبول نہیں اور نہ ہی وہ پُرخطر اور پُر فریب بے ترتیبی برداشت کرتا ہے۔

یقیناً اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جماعت سے

الگ ہوتا ہے، وہ آگ میں جا گرتا ہے۔ اللہ سے بڑھ کر کچ بولنے والا کون ہے؟ اللہ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ لُوْثِهٖ مَا تَوَلٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَۙ وَ سَاءَتْ مَصِيْرًا۝۳۱﴾ (النساء)

”مگر جو شخص رسول کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی اور روش پر چلے، درآں حالیکہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو، تو اس کو ہم اُسی طرف چلائیں گے جہدہ وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔“

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما! شرک اور مشرکین کو ذلیل و رسوا فرما! اے اللہ! اپنے دین، اپنی کتاب، نبی ﷺ کی سنت اور اپنے مومن بندوں کی نصرت اور مدد فرما! اے اللہ! اپنی رحمت کے ساتھ پریشان حال مسلمانوں کی پریشانی دور فرما! مصیبت زدوں کی مصیبتیں رفع فرما! قرض داروں کا قرض ادا فرما! ہمارے اور تمام مسلمانوں کے بیماروں کو شفا عطا فرما! حاجیوں اور مسافروں کی نگہبانی فرما۔ آمین!

نتیجہ..... حقیقت کے آئینہ میں

سورہ المائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے عیسیٰ بن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو۔ تو وہ جواب میں عرض کریں گے کہ سبحان اللہ! میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا! اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا۔ آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔“

توحید پر قرآن و انجیل کا اتفاق:

انجیل کا اگر بغور مطالعہ کریں تو ہمیں انجیل سے بھی قرآن کی طرح توحید کا ثبوت ملے گا! صرف ثبوت ہی نہیں ملے گا بلکہ دیگر انبیاء کرام کی طرح خود سیدنا عیسیٰ ﷺ کے سارے پیغام کا خلاصہ بھی یہی توحید ہے۔ یہ اس لیے

کہ راستہ ایک ہی ہے فرق صرف اس روشنی کا ہے جو کچھ مسافت کے بعد بدل جاتی ہے اور جب زات گذر جائے پر راستے والے نے سورج ہی نکال دیا تو پھر کچھ مسافت والی غمگینی روشنی کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے؟ پیغام بھیجنے والے کا پیغام ایک ہی ہے اسی کو جب سیدنا موسیٰ ﷺ لے کر آئے تو اس طرح کہہ دیتے ہیں:

”سن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔“ (استثناء: ۶-۴)

سیدنا عیسیٰ ﷺ لے کر آئے ہیں تو اس طرح کہہ دیتے ہیں:

”(گو زبان پولیس (Paul) کی ہے لیکن واضح رہے پیغام سیدنا عیسیٰ ﷺ والا ہی ہے۔“

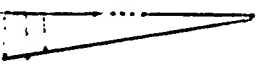
اگرچہ زمین و آسمان میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں (یعنی توہم کی بنا پر) لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے (کرتھیون 5، 6، 8)۔ اور جب نبی آخر الزماں محمد عربی ﷺ تشریف لاتے ہیں تو اس طرح فرماتے ہیں: ”جس نے (صدق دل سے) یہ گواہی دی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں! وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں! اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔“ (بخاری و مسلم کتاب الایمان)

ایک جگہ قرآن کریم میں ان توہم پرستوں کے متعلق ارشاد ہے:

”اور جب ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو تو انہوں نے کہا کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔“ (البقرہ: ۱۱)

پادری حضرات اللہ کے بندوں کو تثلیث کی آڑ میں فریب کاری اور مکاری سے بیوقوف بنا کر انہیں گمراہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ تثلیث کی اصطلاح ان کے توہم پرست ذہنوں کی پیداوار ہے۔

حیف می آید مرا کاں دین پاک در میان جاہلاں گردد خراب





نام و نسب:

اسم کرامی عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرت بن زراع بن عدی بن کعب بن لوئی بن فہر بن مالک۔ کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے۔ آپ کے والد کا نام خطاب اور آپ قریش کی شاخ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے جب کہ والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ تھا۔ (روشن ستارے، ص 50) آپ ﷺ کی پیدائش مشہور روایات کے مطابق ہجرت نبوی کے چالیس برس قبل ہوئی، آپ کے بچپن کے حالات و واقعات کے حوالے سے تاریخ خاموش ہے۔ (الفاروق، ص 30)

جوانی:

سن شباب میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے علم انساب اپنے والد سے سیکھا اور اس میں مہارت حاصل کی۔ شہسواری میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا کہ آپ گھوڑے پر کود کر اس طرح سوار ہوتے کہ جلد بدن ہو جاتے تھے۔ آپ شعر و شاعری، خطاطی، خطابت، پہلوانی اور سپرگری کے فنون پر عبور حاصل ہونے کے علاوہ تجارت کے اسرار و رموز سے بھی واقف تھے۔

قبول اسلام:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام بھی قابل رشک ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ! عمر یا ابو جہل میں سے جو تجھے پسند ہو اسلام کو اس سے قوت عطا فرما، اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء کی دعا کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول فرمایا۔ کفار کہہ کی مشاورت میں آپ کو حضرت محمد ﷺ کو (نعوذ باللہ) شہید کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی، آپ اس مقصد کے حصول کے لیے نکلے مگر بہن اور بہنوئی کے قبول اسلام اور استقامت کی وجہ

سے دل نرم پڑ گیا۔ بارگاہ نبوت میں اسلام قبول کرنے کی غرض سے حاضر ہو کر نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر کلمہ اسلام پڑھا، اس وقت آپ کی عمر مبارک چھیس سال تھی۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا فتح و نصرت تھا، ان کی ہجرت مسلمانوں کی مدد و اعانت ثابت ہوئی اور ان کی خلافت امت کے لیے رحمت تھی۔

نبی کریم کے ساتھ تعلق:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ سلسلہ نسب آٹھویں پشت سے ایک ہو جاتا ہے۔ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں اس لحاظ سے آپ کو خسر پیغمبر ﷺ ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضور ﷺ کی نواسی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی

آپ ﷺ نے فرمایا:
”جس راستہ سے عمر رضی اللہ عنہ گزرتا ہو شیطان وہ راستہ چھوڑ دیتا ہے۔“ (مسلم، بخاری)

صاحبزادی آپ کے عقد میں تھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بیت اللہ میں اللہ کا نام بلند کیا، آپ سفر و حضر میں پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ با وفا ساتھی، مخلص مشیر و وزیر کی طرح رہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”میرے آسمانوں پر دو وزیر جبریل و میکائیل اور زمین پر دو وزیر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔“ (مشکوٰۃ)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سات سالہ کی اور دس سالہ مدنی زندگی میں کسی موقع پر نبی کریم ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا، ستائیس غزوات میں شرکت فرمائی اور تمام اہم فیصلوں میں آپ کی رائے کو اہمیت دی جاتی تھی۔ قرآن پاک کی ستائیس آیات آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوئیں، نبی

کریم ﷺ نے فرمایا کہ

”عمر کی زبان پر اللہ نے حق کو جاری کر دیا ہے۔“ (بیہقی)
آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”جس راستہ سے عمر رضی اللہ عنہ گزرتا ہو شیطان وہ راستہ چھوڑ دیتا ہے۔“ (مسلم، بخاری)

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے جنت کے احوال کا ذکر فرمایا کہ

”میں جنت میں داخل ہوا وہاں ایک خوبصورت محل دیکھا، مجھے بتایا گیا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”میرا دل چاہا کہ میں وہ محل دیکھوں مگر اے عمر! مجھے تیری غیرت یاد آگئی اس لیے میں اندر نہیں گیا۔

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر جارہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن ہم تینوں اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔“

امت کو شیخین رضی اللہ عنہما کی حیثیت ان الفاظ میں ارشاد فرمائی کہ میرے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدار کرنا۔ (مشکوٰۃ)
نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کی ادنیٰ سی جھلک یہ ہے کہ اپنی تنقید اثنال بہادری کے باوجود حضور ﷺ کی وفات کی حالت کا قتل نہ فرما سکے، سخت جبرانی و پریشانی کی حالت میں تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضور ﷺ فوت ہو گئے ہیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضور ﷺ تو اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ہ طور پر تشریف لے گئے تھے عنقریب حضور ﷺ واپس تشریف لائیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے جو حضور ﷺ کے فوت ہونے کی جھوٹی خبر اڑا رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب نبی کریم ﷺ کا زمانہ یاد آتا تو آپ رونے لگتے اور روتے روتے بے ہوش ہو جاتے۔ (بخاری، مسلم)

خلیفۃ الرسول ﷺ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں آپ امور خلافت میں بہترین مشیر و وزیر کا فریضہ سرانجام دیتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تو صحابہ نے

آپ کے سخت مزاج ہونے پر کلام کیا اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان تاریخی الفاظ میں آپ کی غیر معمولی حیثیت کو واضح فرمایا کہ میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو امیر مقرر کیا جو تیرے بندوں میں سب سے زیادہ اچھا تھا۔

محاسبہ نفس اور امانت داری:

بارِ خلافت سنبھالنے کے بعد جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امورِ خلافت کو نظم و ضبط اور عدل و انصاف کے ساتھ اس انداز میں چلایا کہ اس مثال سے طبقہ سلاطین عاجز ہیں۔ آپ ادنیٰ سے ادنیٰ بات پر اپنا محاسبہ فرماتے تھے، آپ کا ضمیر ہمہ وقت بیدار رہتا تھا۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ آپ نے کبھی اپنی ذات کو اہمیت نہیں دی، آپ فرماتے تھے کہ امت کا مال اسی طرح میری نگرانی میں رہے گا جس طرح یتیم کے مال کی حفاظت کی جاتی ہے۔ آپ نے ہمیشہ زہد و تقویٰ اور درویشی والی زندگی گزاری، آپ کو نبی کریم ﷺ اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا طرزِ

زندگی پسند تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے دو رفیق ہیں، ان دونوں نے خاص انداز میں زندگی کے دن کاٹے ہیں، میری خواہش ہے کہ میں ہو بہو ان کے طریق پر چلوں کیونکہ اگر میں

نے ایسا نہ کیا تو میری مثال سے دوسرے بھی آنحضرت ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے طریقوں سے انحراف کریں گے۔ (خلفاء الراشدین)

ابو لؤلؤ فیروز مجوسی کے وار کی وجہ سے آپ کو گہرے زخم لگ چکے تھے جب آپ کو اس بات کا یقین ہو چکا کہ اب صحت یاب ہونا ممکن نہیں تو آپ نے ان تمام رقوم کا حساب لگوا لیا جو آپ کے نزدیک بیت المال کا قرض تھیں۔ یہ رقوم آٹھ ہزار درہم سے زائد تھیں، آپ نے اپنے صاحبزادے کو فرمایا کہ وہ اس رقم کو بیت المال میں ادا کر دے، آپ کی شہادت کے دس دن بعد وہ ساری رقم ادا کر دی گئی۔ درحقیقت یہ آپ کا بحیثیت خلیفہ اپنی اور اپنی اولاد کی کفالت کے لیے بیت المال سے لی گئی رقم کا مجموعہ تھا۔

جنگیں اور فتوحات:

خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں خلافتِ اسلامیہ کا پھیلاؤ (225-1030) مربع میل

تک پھیل گیا تھا۔ آپ کے مقبوضہ علاقوں میں اہم عراق، جزائر، خوزستان، شام، عجم، آرمینیا، آذر بائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور کرمان جس میں بلوچستان کا کچھ حصہ آ جاتا ہے شامل تھا۔ آپ کے دورِ خلافت میں معرکہ الآراء، جنگیں لڑی گئیں، آپ کے مشہور سپہ سالاروں میں ابوعبیدہ، ابوعبیدہ، شقی، قعقاع بن عمرو، معاذ بن جبل، سعد بن ابی وقاص، عمرو بن عاص اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم جنہوں نے عزم و استقلال اور بہادری کی لازوال داستانیں رقم کیں۔ مشہور جنگوں میں عراق کے مختلف محاذوں پر ایرانیوں کے خلاف لڑے جانے والے معرکوں میں جنگِ جسر، یوم العماس اور جلولاء کے علاوہ قادیسیہ کی عظیم فتح، شام کے عظیم معرکوں میں دمشق، نخل، حمص اور یرموک کا معرکہ جب کہ مصر کے معرکوں میں فسطاط اور اسکندریہ کی فتح اسلامی تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک اہم سنگ میل جس پر امت مسلمہ اور اہل کتاب ہر دور کو فخر ہے

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک اہم سنگ میل جس پر امت مسلمہ اور اہل کتاب ہر دور کو فخر ہے وہ بیت المقدس کی فتح ہے۔

وہ بیت المقدس کی فتح ہے۔ 16 ہجری بمطابق 637 عیسوی سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا، قلعہ بند ہو کر لڑتے رہے، عیسائیوں نے ہمت ہار کر صلح کی درخواست کی اور مزید اطمینان کے لیے یہ شرط اضافہ کی کہ خلیفہ المسلمین عمر رضی اللہ عنہ خود انہیں اور معاہدہ صلح ان کے ہاتھوں سے لکھا جائے۔ مشاورت کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جانا طے ہوا، آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر کے خلاف کے کاروبار ان کے سپرد کیے۔ جابیہ کے مقام پر بیت المقدس کا معاہدہ لکھا گیا، ماس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کا ارادہ کیا، جو گھوڑا آپ کی سواری میں تھا اس کے سم گھس چکے تھے اور رک رک کے چلتا تھا، آپ یہ دیکھ کر اتر پڑے، لوگوں نے ترکی گھوڑے پیش کیے، مگر آپ پیادہ پا ہی رہے یہاں تک کہ بیت المقدس قریب آ گیا، سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور دیگر کمانڈر آپ کے استقبال کے لیے آئے۔ آپ نہایت سادہ لباس اور معمولی

حیثیت کا ساز و سامان ساتھ لیے ہوئے تھے، کچھ مسلمانوں نے قیمتی لباس اور اعلیٰ نسل کی سواری پیش کی، آپ نے رد عمل میں فرمایا کہ اللہ نے جو عزت ہمیں دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور ہمارے لیے یہی کافی ہے۔ (بخاری، مسلم)

21 ہجری میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نئی فتوحات کو منظم کرنے اور لشکر کشی کے لیے متعدد علم تیار کر کے جدا جدا ممالک کے افسران کے حوالے کیے۔ جن میں خراسان کا علم اخف بن قیس، ساہور واد خیر کا مجاہد بن مسعود، اصطر کا عثمان بن عاص ثقفی، افساء کا ساریہ بن زئیم ہناتی، کوکرمان کا سہیل بن عدی، کوکرمان کا عاصم بن عمرو، کرمان کا حکم بن ویر غلی کو اور آذر بائیجان کا عتبہ بن فرقد کو سپرد کیا۔

نظم و نسق خلافت فاروقی:

خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بنیادی اصول مجلس شوریٰ کا انعقاد تھا یعنی پارلیمنٹ کا باضابطہ قیام سب سے پہلے آپ کے دورِ خلافت میں کیا گیا۔ جب بھی کوئی انتظامی معاملہ پیش آتا تو ہمیشہ ارباب شوریٰ کی مجلس منعقد ہوتی اور کوئی امر بغیر مشاورت اور کثرت رائے کے طے نہ کیا جاتا تھا۔ مجلس شوریٰ کے اہم ارکان میں سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا علی، سیدنا عبدالرحمن بن عوف، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے 20 ہجری میں ملک کو 8 صوبوں میں تقسیم کیا۔ آپ کے مقرر کردہ صوبوں میں مکہ، مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر، فلسطین شامل تھے۔ ہر صوبے میں انتظامی افسران جن میں والی صوبہ (حاکم)، کاتب یعنی میرمنشی، کاتب دیوان یعنی دفتر فوج کا میرمنشی، صاحب الخراج یعنی کلکٹر، افسر پولیس، افسر خزانہ، قاضی یعنی صدر الصدور و منصف مقرر ہوتے تھے۔ آپ جس کو بھی عامل مقرر فرماتے، اس کو ایک فرمان جاری کرتے، جس میں اس کی تقرری، اختیارات اور فرائض مذکور ہوتے تھے۔ عاملوں سے جن باتوں کا عہد لیا جاتا تھا ان میں ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا، باریک کپڑا نہ پہننے، چھٹا ہوا آٹا نہ کھانے، دروازے پر دربان نہ رکھنے اور اہل حاجت کے لیے ہمیشہ

دروازہ کھلا رکھنے کا عہد شامل ہوتا تھا۔

ہر سال حج کے زمانے میں تمام عمال عوامی احتساب کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے تھے۔ کھلی پکبری میں عوامی شکایات کو سنا جاتا تھا اور اس کے مدارک کے احکامات جاری کیے جاتے تھے، عمال پر عائد الزامات کی تحقیقات کے لیے تحقیقاتی کمیشن قائم تھا۔

خراج کا نظم و نسق:

خراج کا طریقہ عربی میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایجاد کیا۔ خراج کا نظم و نسق عرب کی تاریخ و تمدن میں نیا اضافہ اس وزارت میں نسب سے انقلابی اقدام زمینداری اور ملکیت زمین کا جو قدیم قانون اور بالکل جاہلانہ تھا منادیا۔ زراعت کی ترقی کے لیے آپ نے کئی اہم نہریں تیار کروائیں، جن میں نہر ابی موسیٰ جس کی لمبائی 9 میل تھی اہل بصرہ کے لیے کھدوائی گئی، جس کے ذریعے اہل بصرہ کو گھر گھر پانی کی سہولت میسر آئی، نہر معقل یہ دجلہ سے کاٹ کر لائی گئی۔ نہر سعد، نہر امیر المومنین، یہ نہر امیر المومنین کے حکم پر کھدوائی گئی، اس نہر کے ذریعے

دریائے نیل کو بحر قلمزم سے ملا دیا گیا، اس نہر کی لمبائی 29 میل تھی نہر کو چھ ماہ کی ریکارڈ مدت میں تیار کیا گیا۔

محکمہ قضاء:

یہ محکمہ اسلام میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بدولت وجود میں آیا، آپ کے دور خلافت کے مشہور قاضی زید بن ثابت، عبادہ بن صامت، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، قاضی شریح، جمیل بن معمر جمحی، ابو مریم غنمی، سلمان بن ربیعہ بابلی، عبدالرحمن بن ربیعہ، ابوقرقہ کنذی اور عمران بن حصین تھے، قاضی کا تقرر امتحان و تجربہ کی بنیاد پر کیا۔

پولیس و جیل خانہ جات:

عرب میں باضابطہ طور پر جیل کے قانون کا کوئی تصور نہیں تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں صفوان بن امیہ کا مکان چار ہزار میں خرید کر جیل خانہ بنوایا، پھر اس سلسلے کو باقی صوبوں اور اضلاع تک پھیلا دیا گیا۔ آپ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے درمیانی راستے میں چوکیاں اور سرائے تعمیر کروا کر حاجیوں اور دیگر مسافروں کی آمد و رفت کو سہل اور پر امن بنایا۔

محکمہ مال (بیت المال):

محکمہ مال کا شعبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے تجدیدی کارناموں میں سے ایک ہے۔ سب سے پہلے دار الخلافہ مدینہ میں مرکزی بیت المال قائم کیا گیا جس کے امین سیدنا عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا۔ دار الخلافہ کے علاوہ صوبہ جات اور اضلاع کے صدر مقامات میں بھی بیت المال قائم کیے گئے، اس محکمہ کے لیے علیحدہ عمارتیں بنوائی گئیں۔ صوبہ جات کے دفاتر میں بقدر ضرورت رقم رکھنے کے بعد سال کے اختتام پر بقیہ رقم مرکزی بیت المال مدینہ منورہ بھیج دی جاتی تھی۔

فوجی نظام اور چھاؤنیاں:

اس شعبہ کو دور فاروقی میں اس قدر منظم اور پائیدار بنادیا گیا کہ وہ دوسری اقوام کے لیے قابل تقلید اور باعث تعجب ثابت ہوا۔ 15 ہجری میں آپ نے محکمہ فوج کو منظم و مرتب فرمایا۔ انصار و قریش کے کوائف جمع کیے گئے، اسلام میں خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے تنخواہیں مقرر کی

قابل غور امر یہ ہے کہ چودہ سو سال سے زائد عرصہ بیت جانے کے باوجود عمر لازم مغرب کے لیے سامان سکون اور نظم حکومت کے لیے مسودہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

گئیں اور کارکردگی کی بنیاد پر وقتاً فوقتاً اس میں اضافہ ہوتا رہتا تھا۔ 11 بڑے فوجی مراکز اور حصوں میں ملک کو تقسیم کیا گیا جن میں مدینہ، کوفہ، بصرہ، موصل، فسطاط، مصر، دمشق، حمص، اردن اور فلسطین شامل تھے۔ مرکزی شہروں میں فوجی چھاؤنیاں اور فوجیوں کی رہائش کے لیے رہائشی کالونیاں قائم کی گئیں۔ ہر جگہ بڑے بڑے اصطبل خانے جن میں تقریباً چار ہزار گھوڑے ہمہ وقت تیار رہتے تھے، فوجیوں کی جنگی تربیت کے علاوہ ان کے قیام اور رخصت سے متعلق قوانین کا اجراء کے بہت سے تجدیدی کام آپ کے دور خلافت میں شروع کیے گئے۔

شعبہ تعلیم و تربیت:

امیر المومنین نے تمام بلاد اسلامیہ میں مکاتب قائم کیے جن میں کبار صحابہ کرام سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا عبادہ بن صامت، سیدنا ابودرداء، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

اور اہل علم کو فریضہ تعلیم کے لیے مامور کیا گیا تھا۔ مدرسین و معلمین کی تنخواہیں مقرر کی گئیں، ان کی رہائشوں کے انتظامات کیے گئے تھے۔ قرآن پاک کی تعلیم کے ساتھ ساتھ علم حدیث، علم فقہ، ادب اور لغت عربیہ کی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا تھا، ان مکاتب میں نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کا خصوصی التزام کیا جاتا تھا۔

مساجد کی تعمیر اور نظم:

مرکز اسلامی حرم کی اور مسجد نبوی کی توسیع کرنے کے ساتھ ساتھ خلافت کے طول و عرض میں چار ہزار مساجد تعمیر کروائیں۔ ہر شہر و قصبہ میں امام و مؤذن مقرر کیے جن کی مقرر کردہ تنخواہیں بیت المال سے ادا کی جاتی تھیں۔ مردم شماری، آمد و رفت کے لیے مرکزی شاہراؤں اور مہمان خانوں کے قیام، سکے کا اجراء، محکمہ ذاک اور ہر شعبہ حکومت کے لیے تحریر اور رجسٹر کا اہتمام آپ کے وہ درخشندہ کارنامے ہیں جو بعد میں آنے والوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئے۔

قابل غور امر یہ ہے کہ چودہ سو سال سے زائد عرصہ بیت جانے کے باوجود عمر لازم مغرب کے لیے سامان سکون اور نظم حکومت کے لیے مسودہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی محبت کا دم بھرنے والے، ان کو اپنا مقتدا اور پیشوا کہنے والے ان کے طرز خلافت و انداز حکمرانی سے عملاً دور اور بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ امت مسلمہ اپنے عروج اور کھوئے ہوئے مقام کو اس وقت تک نہیں حاصل کر سکتی جب تک ہم اپنے اسلاف کی متعین کردہ راہوں اور اصولوں کو اہمیت نہیں دیں گے۔

تقریب تقسیم کتب:

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع تھراپار کی جانب سے ضلع نیاری میں کتاب ”زاد الخلیل“ (سندھی) مفت تقسیم کی گئی۔ یہ پروگرام گوٹھ بوگا گاؤں میں منعقد ہوا۔ تقسیم کتب سے پہلے مولانا عبدالرحیم ماثب سمون اور مولانا حبیب الرحمن غازی سمون نے خطاب کیا۔ پروگرام کی صدارت امیر ضلع نیاری مولانا عبدالعزیز کاگانے کی۔

المرسل: حافظ صلاح الدین کاگانا نظم شعبہ نشر و اشاعت

منی حادثہ توجہ طلب امور!

جناب مولانا عبدالملک مجاہد



مہمانوں کو ضیوف الرحمن کہا جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ لوگ جو حج بیت اللہ کے لیے آتے ہیں اپنے رب کے مہمان ہونے کے ساتھ ساتھ سعودی حکومت اور اس کے عوام کے بھی مہمان ہوتے ہیں۔ گزشتہ سال مجھے قبیلہ بنو دوس کے علاقے میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مشہور راوی حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔ بڑے عرصے سے میری خواہش تھی کہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بستی میں جاؤں۔ یہ علاقہ سعودی عرب کے شہر الباحہ سے کوئی 80 کلومیٹر دور ہو گا۔ مجھے اس بستی کے رئیس کے گھر جانے اور اس سے گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ اس نے اپنے آباء و اجداد کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا: ہمارا گھرانہ صدیوں سے حجاج کرام کی خدمت کرتا چلا آ رہا ہے۔ ہمارا ایک بڑا سا گھر تھا جس میں یمن کے حجاج کرام آتے اور جاتے

2015ء کا حج اپنے پیچھے غموں اور آہوں سے لبریز بہت سی کہانیاں چھوڑ گیا۔ اس سال حادثہ منی ایسا نہیں جسے آسانی سے بھلایا جاسکے۔ سات سو سے زائد حجاج کرام کی شہادت اور ایک ہزار کے قریب افراد کا زخمی ہونا کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سوشل میڈیا اور سیٹلائٹ چینلوں پر بے شمار باتیں اور رنگا رنگ تبصرے سننے کو آرہے ہیں۔ لوگ حقائق کی تلاش میں ہیں۔ اگر یہ حادثہ کسی سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت ہوا ہے جس کے پیچھے پوری ایک سازش ہے تو یہ ایک ایسی بڑی اور خطرناک سازش ہے جس کی حد تک پہنچنا نہایت ضروری امر ہے۔

دنیا میں حادثات ہوتے رہتے ہیں مگر ان کی روک تھام کے لیے حکومتیں اور سول سوسائٹیاں ہمیشہ سے مؤثر اقدامات بھی کرتی رہتی ہیں۔ مکہ مکرمہ جو مہبط الوحی ہے ہر

مسلمان کے دل میں اس کے لیے بے پناہ احترام کے جذبات ہیں۔ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ زندگی میں کم از کم ایک بار بیت اللہ العتیق کی زیارت ضرور کرے۔ کعبہ مقدسہ کے ارد گرد چکر

بیت اللہ شریف۔ کے مہمانوں کو ضیوف الرحمن کہا جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ لوگ جو حج بیت اللہ کے لیے آتے ہیں اپنے رب کے مہمان ہونے کے ساتھ ساتھ سعودی حکومت اور اس کے عوام کے بھی مہمان ہوتے ہیں۔

وقت ٹھہرائے جاتے تھے۔ ہمارے بزرگ ان کی خدمت کرنے میں عزت اور شرف محسوس کرتے۔ جب آل سعود کی حکومت آئی تو سعودی عرب کے موجودہ حکمران شاہ سلمان کے والد گرامی قدس شاہ عبدالعزیز نے ہمارے ایک بزرگ کو اس علاقے میں سرکاری منصب دینے کی پیش کش کی۔ انہوں نے یہ منصب لینے سے صرف اس لیے انکار کر دیا کہ اگر وہ حکومت میں عہدہ قبول کر لیں گے تو ان کے اور حجاج کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ پھر حجاج کی خدمت کون کرے گا؟ لہذا انہوں نے معذرت کر لی۔

یہ بات تو گاؤں کے ایک چودھری کی تھی جسے آپ رئیس قبیلہ بھی کہہ سکتے ہیں مگر جہاں تک حکومت کا تعلق

لگائے، اپنے بے شمار گناہوں کو معاف کروائے۔ اس مقدس سفر کے لیے لوگ زمانہ قدیم میں بھی بہت اہتمام کیا کرتے تھے اور آج بھی مدتوں پہلے سے تیاریاں شروع کر دی جاتی ہیں۔ بعض اوقات وہ دس دس سال تک حج کے اخراجات کے لیے رقم جمع کرتے رہتے ہیں۔ خصوصاً ایشین ممالک میں جہاں ابھی غربت اور افلاس خاصا زیادہ ہے وہاں تو بعض لوگ اپنی پوری زندگی کی جمع شدہ پونجی اس مقدس سفر کی نذر کر دیتے ہیں۔

سعودی عرب جس کے عوام نے گزشتہ ہفتے ہی اپنے ملک کا 95 واں نیشنل ڈے منایا ہے۔ یہاں کی حکومت اور عوام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ ہر سال کئی ملین افراد کی میزبانی کرتے ہیں۔ بیت اللہ شریف کے

ہے اس کے بارے میں اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ ایک زمانہ تھا جب سعودی عرب کے بادشاہ کو جلالت الملک لکھا اور پکارا جاتا تھا مگر آج سے کوئی تیس سال قبل شاہ فہد بن عبدالعزیز نے حکم جاری کیا کہ ان کے نام کے ساتھ ”خادم الحرمين الشريفين“ لکھا جائے چنانچہ اس وقت سے سعودی عرب کے فرمانروا کے نام کے ساتھ خادم الحرمين الشريفين لکھا جاتا ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ لقب صرف نام کی حد تک ہے یا عملاً بھی ایسا ہے کہ سعودی عرب کے حکمران واقعی خدام الحرمين الشريفين ہیں؟

وہ لوگ جو سعودی عرب میں رہتے ہیں یا وہاں کے حالات سے بخوبی واقف ہیں اگر تعصب کی عینک اتار کر دیکھیں تو بے اختیار پکار اٹھیں گے کہ سعودی عرب کے حکمرانوں نے بلاشبہ حرمین شریفین کی چاکری کی ہے۔ یہ ان کے لیے فخر اور شرف کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حرمین شریفین کی خدمت کے لیے منتخب کیا ہے۔ دنیا کا سب سے مقدس گھر جسے تعمیر کرنے کا اعزاز سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو حاصل ہوا اس گھر کی تعمیر و ترقی، اس کی صفائی اور اس کی خدمت ایسا اعزاز ہے جو زمانہ قدیم سے قابل رشک رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے جد امجد سردار عبد مناف کے پاس سقایت یعنی حجاج کو پانی پلاتا اور رفاہ یعنی حاجیوں کی میزبانی کے مناصب موجود تھے۔ سردار عبد مناف کے بعد ان کے بیٹے اللہ کے رسول ﷺ کے

پردادا محترم سردار ہاشم نے نہایت بہترین انداز میں ان مناصب کو نبھایا۔ البتہ حجابت یعنی بیت اللہ کی خدمت اور کلید برداری بنو عبدالدار کے ہاتھ میں ہی رہی جو سردار عبد مناف کے بھائی تھے اور آج تک بیت اللہ کی کلید اسی خاندان کی ایک شاخ بنو شیبہ میں چلی آ رہی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو سیدنا عباس بن عبدالمطلب اور سیدنا علی بن ابی طالب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ سقایت اور رفاہ کے ساتھ ساتھ بیت اللہ کی چابی بھی انہی کے حوالے کر دی جائے مگر آپ ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ

”یہ بیت اللہ کی چابی لو۔ یہ قیامت تک تمہارے خاندان کے پاس رہے گی، اسے وہی چھینے کا جو

ظالم ہوگا۔“

ادھر والی گزارشات پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بیت اللہ شریف کی خدمت، حجاج کرام کی میزبانی، انہیں پانی پلانا، کھانا کھلانا ایسے اعزازات ہیں کہ یہ توفیق الہی ہی کسی کو ملے ہیں۔

آل سعود کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس ملک کی حکومت عطا فرمائی تو انہوں نے حجاج کرام کی خدمت میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ سب سے اہم کام حجاج کی سلامتی کا تھا۔ شریف مکہ کے دور میں بدو لوگ حجاج کو لوٹنے، ان کو قتل کرتے اور ان کے مال و دولت بھی چھین لیتے۔ شاہ عبدالعزیز (طیب اللہ شراہ) نے سب سے پہلے حجاج کی سلامتی کو ترجیح دی۔ مکہ اور مدینہ کے راستے میں لیروں کو سرعام پھانسی دی۔ ایسے ایسے ڈاکو جن کے نام خوف و دہشت کی علامت تھے ان کا تعلق بھی

بڑے خاندانوں سے تھا اور وہ
 حاجیوں کو صحراء میں لوٹا کرتے تھے۔
 بطور خاص رانغ کے علاقے کا ایک
 مشہور ڈاکو تھا جو حاجیوں کی حفاظت
 کے لیے ان سے ہتھ بھی وصول کرتا،

لیکن اس کے باوجود انہیں لوٹا بھی کرتا تھا۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ پہلی فرصت میں اسے گرفتار کیا جائے؛ چنانچہ جس صحراء میں وہ حجاج کو لوٹتا تھا اور انہیں صحراء میں بے یار و مددگار چھوڑتا تھا، اسی صحراء میں اسے باندھ دیا گیا۔ اسے وہی سزا دی گئی جو وہ حجاج کو دیتا تھا۔ اس طرح اسے نشان عبرت بنا دیا گیا۔ جب راستے محفوظ ہو گئے تو دنیا بھر میں آل سعود کی خدمات کے جہے شروع ہوئے۔ حجاج نہایت اطمینان سے اس سرزمین پر آنا شروع ہوئے۔

وقت کے ساتھ ساتھ حجاج کرام کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ سعودی حکومت نے اپنے انفراسٹرکچر کو مضبوط کیا۔ مکہ اور مدینہ دونوں حرمین میں جگہ کی کمی محسوس ہونا شروع ہوئی۔ یہ شاہ سعود رحمۃ اللہ علیہ کا دور حکومت تھا۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی دونوں جگہ توسیع کا کام شروع ہوتا ہے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے نہایت ہی مضبوط اور بڑی توسیع ہوتی ہے۔ شاہ فیصل کا دور ہو یا شاہ خالد کا، حرمین شریفین میں وسعت اور حجاج کے لیے سہولتوں میں اضافہ ہوتا چلا

گیا۔ راقم الحروف کو اس سر زمین میں رہتے ہوئے چھتیس سال گزر چکے ہیں۔ اس دوران سیکڑوں مرتبہ عمرہ کرنے اور درجن سے زائد بار حج کرنے کا موقع ملا۔ شروع کے سالوں کی خدمات اور موجودہ خدمات کا تقابل کیا جائے تو خدمات کے معیار میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ حج کے بارے میں عموماً یہ تصور کیا جاتا ہے کہ یہ ایک آسان عبادت ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے حج کو خواتین کے جہاد سے تعبیر کیا ہے۔ حاجی جب اپنے گھر سے نکلتا ہے اور «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ» پکارتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کے اجر و ثواب میں اضافہ شروع ہو جاتا ہے۔ اسے قدم قدم پر نیکیاں ملتی ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ اسے بعض رکاوٹوں اور مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حج ایک اہم عبادت ہے اور اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ ایک ایسا رکن جو صاحب استطاعت لوگوں پر زندگی میں صرف ایک

عام لوگوں کو معلوم نہیں کہ مکہ مکرمہ میں حجاج کے امور کے کتنے ہی شعبے ہیں جو سارا سال کام کرتے رہتے ہیں۔ نجانے کتنے تھنک ٹینک ہیں جو سارا سال حجاج کی سہولتوں میں اضافے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ حکومت کو اپنی سفارشات پیش کرتے ہیں۔

یہی پار فرض ہے۔ میں کئی مرتبہ سوچتا ہوں کہ صرف ایک ہی باریکیوں؟ تو مجھے اس کا جواب یہ نظر آتا ہے کہ حج بڑی مشقت والی عبادت ہے۔ اگر اسے مجموعہ عبادات کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ حج ایک مدرسہ ہے جو حجاج کو بے شمار چیزیں سکھاتا ہے۔ حج نظم و نسق سکھاتا ہے۔ آداب معاشرت سکھاتا ہے: کس طرح مل جل کر رہنا ہے؟ کیسے دوسروں کے لیے ایثار و قربانی کرنا ہے۔ دوسروں کے کام آتا ہے۔ ان کی مدد کرنا ہے۔ ذرا تصور کیجیے کہ اگر کسی رائے پورٹ پر بیک وقت مختلف ممالک سے پچیس تیس فلائٹس پہنچ جائیں تو ان کے مسافروں سے ننہا آسان کام تو نہیں ہوتا۔ حج کے موقع پر 164 ممالک کے دولہین سے زیادہ لوگ آتے ہیں۔ یہ لوگ بلاشبہ یہ جذبہ اور عہد و پیمان لے کر آتے ہیں کہ ہم نے نہایت پرامن طریقے سے حج کرنا ہے۔

قارئین کرام! حج کسی پکنک کا نام نہیں کہ وہاں کوئی
دشواری پیش نہ آئے۔ جہاں اتنے زیادہ مہمان آئیں گے
وہاں مسائل تو ہوں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی

امت کے لیے حج کے حوالے سے بڑے ہی خوبصورت رہنما اصول بیان فرمائے ہیں۔ آئیے! ایک حدیث پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ”کہ جس شخص نے حج کیا اور اس نے اس دوران کوئی بے ہودہ اور فسق و فجور والی بات نہ کی تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو کر اپنے گھر واپس آئے گا جس طرح وہ اپنی ماں کے ہاں پیدا ہوا تھا۔“ گویا حج سے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، مگر جب کوئی گروہ یا شخص حج کے دوران قوانین کی پابندی نہ کرے اپنے آپ کو تمام پابندیوں سے مستثنیٰ سمجھے اور یہ کہے کہ میں جیسے چاہوں اپنی مرضی سے حج کروں جس راستے سے چاہوں داخل ہوں اور جہاں سے چاہوں واپس جاؤں تو پھر یہ حج نہیں بلکہ اس کا نام افراتفری ہوگا۔ عام لوگوں کو معلوم نہیں کہ مکہ مکرمہ میں حجاج کے امور کے کتنے ہی شعبے ہیں جو سارا سال کام کرتے رہتے ہیں۔ نجانے کتنے تھنک نینک ہیں جو سارا سال حجاج کی سہولتوں میں اضافے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ حکومت کو اپنی سفارشات پیش کرتے ہیں۔ حج کے دوران کتنے ہی پہلی کا پٹرز پورا وقت حج کی فلم بناتے رہتے ہیں۔ جیسے ہی حج ختم ہوتا ہے یہ تھنک نینک کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بڑی عمیق نگاہوں سے حج کے دوران ہونے والی غلطیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ کہاں کہاں نقائص ہیں۔ ہزاروں فوجیوں کو جوہم سے سنسنے کے لیے خصوصی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ یہ ٹریننگ کئی ماہ پہلے شروع ہو جاتی ہے اسے اسٹیل حج فورس کا نام دیا گیا ہے۔ سعودی عرب کے وزیر داخلہ شہزادہ محمد بن نايف بن عبدالعزيز حج کی نگرانی کمپنی کے سربراہ ہیں۔ انہیں اپنے والد کے ساتھ کام کرنے کا وسیع تجربہ ہے وہ بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ حسن اتفاق سے وہ ولی العہد بھی ہیں اس اعتبار سے ان کے پاس تجربہ اور وسیع اختیارات بھی ہیں۔ خوش قسمتی سے انہیں اپنے ساتھ بے حد تجربہ کار ٹیم بھی میسر آئی ہے۔ یہ لوگ حجاج کی خدمت کو اپنے لیے شرف جانتے اور سمجھتے ہیں۔

اب آپ کو یہ رات بھی اور اگلی ایک یا دو راتیں بھی منی ہی میں گزارنا ہیں۔

قارئین کرام! اگر آپ غور کریں تو حجاج کرام کے لیے دسویں ذوالحجہ مشکل ترین اور اہم ترین دن ہوتا ہے۔ اس میں حاجی نے درج ذیل کام کرنا ہوتے ہیں۔ پہلے کنکریاں مارنا، پھر قربانی کرنا، پھر بال کٹوانا، غسل کرنا، عام معمول کا لباس پہننا، طواف افاضہ کے لیے بیت اللہ شریف جانا اور پھر رات واپس آکر منیٰ میں گزارنا۔ اوپر ذکر کی گئی اعمال کی ترتیب سنت کے مطابق ہے کہ آپ ﷺ نے اسی ترتیب سے یہ کام سرانجام دیے، مگر یہ اللہ کے رسول ﷺ کی اپنی امت پر رحمت اور شفقت تھی کہ اس روز آپ ﷺ نے ان کاموں میں تقدیم و تاخیر کرنے والوں سے فرمایا: **اَفْعَلْ وَلَا حَرَجَ** ”کر لو! اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔“

قارئین کرام! چونکہ حجاج کو اس روز خاصے کام کرنا ہوتے ہیں۔ اس لیے ان میں سے بعض حجاج بے مبری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ مزدلفہ سے منیٰ آتے ہیں تو

حجرات کی دو منزلیں تھیں۔ یہاں آکر بلاشبہ حجاج کرام میں نظم و ضبط میں کمی کی وجہ سے بھگدڑ مچ جاتی تھی مگر اب تو کئی سالوں سے اس ستون کو ایک لمبی دیوار کی شکل دے دی گئی ہے۔ اس کی ایک سے زائد منزلیں ہیں۔

کنکریاں ان کے پاس ہوتی ہیں۔ انہوں نے احرام پہنا ہوتا ہے۔ وہ سیدھے جمرہ عقبہ پر آتے ہیں سات کنکریاں مارتے ہیں اور آگے چل دیتے ہیں۔ قارئین کی سہولت کے لیے عرض کیے دیتا ہوں کہ منیٰ مکہ مکرمہ سے شرق کی طرف واقع ہے۔ اگر ہم بیت اللہ شریف سے منیٰ کی طرف روانہ ہوں تو پہلے منیٰ آتا ہے پھر مزدلفہ اور پھر عرفات کا میدان آتا ہے۔ حجاج کرام جب عرفات سے واپس آتے ہیں تو ان کا رخ مغرب کی طرف ہوتا ہے کہ مزدلفہ اور منیٰ عرفات سے مغرب کی طرف ہیں۔ مزدلفہ سے منیٰ اور جمرہ عقبہ تک کا فاصلہ کئی کلومیٹر کا ہے۔ اب وہاں تک کا سفر پیدل ہی کرنا ہوتا ہے۔ اگر ہجوم زیادہ نہ ہو تو ایک جوان آدمی کے لیے بعض اوقات ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ بھی لگ جاتا ہے۔

اب میں قارئین کرام سے بھدا ادب عرض کروں گا کہ آپ ذرا اپنے ذہن میں نقشہ بنائیں کہ حجاج کرام مزدلفہ سے منیٰ کی طرف آرہے ہیں۔ بلاشبہ وہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ حکومت کی مشینری کو خوب معلوم ہے کہ

آج کل یہ قربانی بنک کا کوپن خرید لینے سے آسان ہو جاتی ہے۔ یہ کوپن خریدنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے بنک کو اپنا وکیل شرعی بنا دیا ہے۔ اب وہ آپ کی طرف سے قربانی کا جانور خرید کر اسے ذبح کرے گا اور گوشت مستحقین تک بھجوائے گا۔ ہر چند کہ بے شمار حجاج خود بھی جانور خریدتے ہیں اور انہیں اپنے ہاتھوں سے ذبح کرتے ہیں، مگر چونکہ یہ کام اتنا آسان نہیں اس لیے حجاج بنک سے کوپن خرید کر قربانی کی ذمہ داری انہیں سونپنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے بعد حاجی نے اپنے پورے سر کے بالوں کو منڈوانا ہوتا ہے۔ سر کو منڈوانا بہتر اور افضل ہے مگر بال کٹوانا بھی جائز ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے تین بار ایسے حجاج کے لیے دعا فرمائی ہے جو اپنے سر کے بالوں کو منڈواتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ لوگ جو سر کے بالوں کو کٹواتے ہیں تو آپ ﷺ نے

چوتھی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اللہ ان پر بھی رحمت کرے۔ سر کے بالوں کو منڈوانے یا ترشوانے کے بعد حاجی اپنا احرام اتار دیتا ہے۔ دو تین دنوں سے اس نے احرام باندھا ہوتا ہے جسم میلا کچھلا ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لیے اسے غسل کرنے کا حکم ہے۔ غسل کرنے کے بعد حاجی صاحب احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتے ہیں اور معمول کے کپڑے پہن لیتے ہیں۔ اب وہ خوشبو لگا سکتے ہیں۔ اب انہیں حج کے ایک اور رکن کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہوتا ہے۔ بیت اللہ شریف کا طواف اور صفا و مردہ کے درمیان سات مرتبہ سعی یہ دونوں اعمال حج کے ارکان میں سے ہیں۔ اس طواف کو طواف افاضہ یا طواف حج کہا جاتا ہے۔ ہر چند کہ اسے تھوڑا سا مؤخر کیا جاسکتا ہے مگر سنت یہی ہے کہ اسی روز طواف حج کیا جائے اور صفا و مردہ کے درمیان سعی بھی کی جائے۔ البتہ حج قرآن اور حج افراد والے صاحبان اگر پہلے سعی کر چکے ہوں تو وہ طواف افاضہ کے بعد سعی کرنے سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ طواف اور سعی کے بعد انہیں حکم یہی ہے کہ

موسم حج کے پانچ یا چھ دن زیادہ مصروفیت والے ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم دن بلاشبہ نو ذوالحجہ کا ہوتا ہے جب حجاج کرام عرفات کے میدان میں حاضری دیتے ہیں اور امام صاحب خطبہ حج ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: **اَلْحَجُّ عَرَفَةُ** یعنی ”حج تو میدان عرفات میں حاضر ہونے کا نام ہے۔“ نو تاریخ کی شام کو غروب آفتاب کے بعد حجاج عرفات کے میدان سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ انہیں حکم یہ ہے کہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے مغرب کی نماز مزدلفہ میں آکر عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھنا ہے۔ حجاج پورے وقار کے ساتھ بڑے آرام و سکون سے مزدلفہ کے لیے روانہ ہوتے ہیں۔ بلاشبہ ہر حاجی ایک ہی وقت میں عرفات سے روانہ ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود کوئی دھکم پیل نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ عرفات کا میدان کئی کلومیٹر چوڑا ہے اور

مزدلفہ کے لیے بے حد کھلی سڑکیں بنائی گئی ہیں۔ بعض اوقات ٹریفک جام کے واقعات پیش آجاتے ہیں۔ مگر حج کے ایام میں یہ عام سی بات ہے۔ حجاج نے مزدلفہ میں رات گزار کر دس ذوالحجہ کی صبح کو منیٰ کے لیے روانہ ہونا ہوتا ہے وہ بالعموم مزدلفہ سے کنکریاں چنتے ہیں۔ اس روز حجاج کو بہت سے کام کرنا ہوتے ہیں۔ ان میں سنت کے مطابق سب سے پہلے جمرہ عقبہ کو جسے عموماً حجاج بڑا شیطان کہتے ہیں سات کنکریاں مارنا ہوتی ہیں۔ یہ بڑا اور چھوٹا شیطان کی اصطلاح ہمارے ہاں معروف ہے جو درست نہیں۔ اسے جمرہ عقبہ ہی کہنا چاہیے۔ ایسے حجاج کرام جن کے ساتھ عورتیں اور بچے ہوتے ہیں ان کو اجازت ہے کہ وہ مزدلفہ سے آدمی رات کے بعد روانہ ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ سیدھے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ ان حجرات کو ایک ستون کی شکل میں بنایا گیا تھا۔ یہ ستون خاصا اونچا تھا۔ حجرات کی دو منزلیں تھیں۔ یہاں آکر بلاشبہ حجاج کرام میں نظم و ضبط میں کمی کی وجہ سے بھگدڑ مچ جاتی تھی مگر اب تو کئی سالوں سے اس ستون کو ایک لمبی دیوار کی شکل دے دی گئی ہے۔ اس کی ایک سے زائد منزلیں ہیں۔ حجاج کو دس ذوالحجہ کے روز پہلے سات کنکریاں مارنا ہوتی ہیں، پھر انہیں قربانی کرنا ہوتی ہے۔

اگر سارے لوگ ایک ہی وقت میں آجائیں تو وہ کنکریاں نہیں مار سکتے یہاں بھگدڑ مچ سکتی ہے؛ چنانچہ انہوں نے یہ قانون بنا رکھا ہے کہ تمام حجاج عرفات سے واپسی پر اپنے خیموں میں جائیں گے اور اپنا سامان وہاں رکھیں گے۔ کتب والے کو باقاعدہ پروگرام دیا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے حجاج کو کھانا وقت پر ہی کے لیے لانا ہے۔ میں پھر عرض کروں گا کہ فرض کیجیے حجرات میں کنکریاں مارنے کی جگہ ایک لاکھ حجاج کے لیے ہے اگر وہاں دو لاکھ حجاج آجائیں تو کیا بنے گا۔ ترتیب یہ ہے کہ حجاج کے لیے جانے کا راستہ اور ہے اور واپسی کا راستہ دوسری جانب ہے۔ وہاں فوج کے نوجوان کھڑے ہوتے ہیں جو لوگوں کو گائیڈ کرتے ہیں کہ آپ کو اس راستہ سے جانا ہے اور اس راستہ سے واپس آنا ہے۔ معلم اپنے ہاتھوں میں میکروفون لے کر حجاج کی رہنمائی تسلسل سے کر رہے ہوتے ہیں۔

دوست فردوس جمال صاحب نے ہمیں یہ پیغام بھیجا ہے۔ اسے پڑھ کر آپ کو صورت حال سمجھ آ جائے گی۔ میں اس وقت منی میں موجود ہوں۔ سعودی وقت کے مطابق رات کے دس بج کر بیس منٹ ہو چکے ہیں۔ یہاں کی خیمہ بستیوں میں گو معمولی کی سرگرمیاں ہیں تاہم صبح کے دلدوز اور افسوسناک حادثہ کے باعث حاجیوں کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہے۔ دکھ، پریشانی اور کسی حد تک خوف کے آثار ان پر نمایاں نظر آتے ہیں۔ وہ سکون جو میں نے آج سے پہلے کئی بار منی میں دیکھا تھا وہ کہیں نظر نہیں آ رہا۔ ہلکی سی آہٹ یا تھوڑی سی ہلچل سے حجاج کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شاید یہ صبح کے سانحے کا قحی اثر ہے۔ اس سانحے کی تھوڑی دیر بعد ہی سوشل میڈیا میں جہاں بہت سارے لوگوں نے اس واقعہ پر دکھ، افسوس، دعا اور مغفرت کا اظہار کیا وہاں کچھ عاقبت

فاصلے پر دفاع مدنی کے دفاتر، تھوڑے تھوڑے فاصلے پر طبی امداد کے مراکز، پانی اور واش رومز کا وافر انتظام کشادہ داخلی اور خارجی ان گنت راستے، ان راستوں سے نکلنے ایمر جمعی راستے فضا میں گشت کرتے ہوئے بمیلی کا پٹرز، الغرض ایسا منظم اور مربوط انتظام کہ مجھ سمیت یہاں آنے والا ہر حاجی سعودی حکومت کو اس حسن انتظام پر دعائیں دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اس بار ناک واقعہ حجاج کرام کے ایک گروپ کی جانب سے انتظامی معاملات و ہدایات کو پس پشت ڈالنے کے باعث رونما ہوا۔ یہ گروپ اچانک ہی دن وے پر مخالف سمت سے چڑھ دوڑا جس کی وجہ سے بھگدڑ مچ گئی۔ یہ گروپ کون تھا، کہاں کا تھا؟ اس پر ابھی تحقیقات ہو رہی ہیں۔ تاہم یمنی شاہدین کے مطابق انہوں نے پلے کارڈز اٹھائے ہوئے تھے جن پر 'الموت لا مریکا' 'الموت لا

سرائیل' درج تھا۔ یہ لوگ مذہبی نوعیت کے نعرے بھی بلند کر رہے تھے۔ یہ گروہ بڑی تیزی سے مخالف سمت سے آنے والوں پر چڑھ دوڑا۔ اوپر سے گرمی بھی

بہت زیادہ تھی۔ (واضح رہے کہ اس روز منی میں درجہ حرارت 50 سینٹی گریڈ تک پہنچ گیا تھا) چنانچہ بھگدڑ اور شدید گرمی کی وجہ سے بھی اموات میں اضافہ ہوا۔ انتظامیہ کی طرف سے پیشگی اطلاع بھی تھی کہ گرمی کے باعث بہتر یہی ہوگا کہ حجاج کرام کنکریاں عصر کے بعد ماریں مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ کو منظور ہو۔ اس سانحہ کے فوراً بعد چار ہزار سے زائد امدادی کارکن اور فوجی اہلکار جائے حادثہ پر پہنچ گئے۔ دوسو سے زائد ایمبولینس گاڑیاں موقع پر پہنچ گئی تھیں۔ اگر انتظامیہ بروقت اور بھرپور کردار ادا نہ کرتی تو اس سے کہیں زیادہ جانی نقصان ہو سکتا تھا۔

آخر میں ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ ہر سال حج کے موقع پر لوگوں کی بڑھتی ہوئی بے پناہ تعداد کے پیش نظر ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر ملک حج سے پہلے اپنے حجاج کرام کی معقول تربیت اور تدریب کا بندوبست کرے اور انہیں مناسک حج سے آگاہ کرے۔ حج کا مقصد جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا و قربت حاصل کرنا ہے وہیں حج کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس عظیم فریضے کی ادائیگی کے ذریعے

ہر سال حج کے موقع پر لوگوں کی بڑھتی ہوئی بے پناہ تعداد کے پیش نظر ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر ملک حج سے پہلے اپنے حجاج کرام کی معقول تربیت اور تدریب کا بندوبست کرے اور انہیں مناسک حج سے آگاہ کرے۔

تا اندیش لوگ اس سانحے کو سعودی عرب کے ساتھ اپنی دیرینہ اور نظریاتی دشمنی نبھانے کے لیے بطور ہتھیار استعمال کرنے لگے۔ یہ بہت کم ظرف اور نہایت جلد باز لوگ تھے ورنہ ایسے افسوسناک مواقع پر دشمن سے بھی اظہار ہمدردی کیا جاتا ہے۔ خیر مجھ سے کئی دوستوں نے رابطہ کیا، خیریت پوچھی اس حادثے کا سبب پوچھا؟ میں نے انہیں تسلی دی۔ اب میں مختصر طور پر اس حادثے کا پس منظر بیان کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میں بطور مؤمن و مسلمان یہ کہوں گا کہ قضاء و قدر پر ہمارا ایمان ہے، سو ہم ایسی کوئی بات نہیں کریں گے جس سے ہمارا رب ناراض ہو۔ جہاں تک حجاج کے لیے انتظامات کا سوال ہے تو مجھے متعدد بار یہ توفیق نصیب ہوئی کہ میں مقامات مقدسہ میں حجاج کرام کے شانہ بشانہ مناسک حج بجالاؤں۔ میں ہر سال یہاں کے انتظامات بغور دیکھتا ہوں۔ میرا عین مشاہدہ ہے کہ جگہ جگہ حجاج کرام کی رہنمائی کے لیے لگے سائین بورڈ، اہم مقامات پر آویزاں بڑی بڑی رہنما سکریٹیں، چاک و چوبند پیشل فورس اور پولیس کے دستے، ہر چند میٹر کے

اب اگر کوئی گروہ ان راستوں سے بٹ کر چلے اور ہدایات کی خلاف ورزی کرے، وہ کہے کہ میں تو جس راستے سے آیا تھا اسی راستے سے واپس جاؤں گا تو کیا اس کا حجاج کے ساتھ تصادم یا ٹکراؤ نہیں ہوگا۔ میں نے گھنٹوں اس پر غور کیا ہے۔ سعودی عرب میں مقیم دوستوں سے بھی سوالات کیے ہیں۔ اگر حجاج کرام مشرق سے مغرب کی طرف حجرات کی طرف بڑھ رہے ہیں تو کنکریاں مارنے میں محض چند منٹ لگتے ہیں۔ سات کنکریاں مارنے میں کتنا وقت لگتا ہے؟ یہ ایک لمبی دیوار ہے اگر حجاج نظم و ضبط کی پابندی کریں۔ حوصلہ سے کام لیں۔ حکام بالا، پولیس، فوج یا اپنے معلم کی ہدایات پر عمل کریں تو پھر بھگدڑ کا کوئی تصور ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مگر اس سال ہوا یہ کہ یہ معصوم حجاج جو بڑے آرام و سکون سے کنکریاں مارنے کے لیے آرہے تھے ان کی مخالف سمت سے کوئی تین سو حجاج کا ایک گروہ آ جاتا ہے اور اپنی مرضی کے راستے پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ روکنے کے باوجود یہ گروہ اپنی مرضی کرتا ہے؛ چنانچہ نتیجہ اس جان لیوا سانحے کی صورت میں نکلتا ہے جو بد قسمتی سے منی میں پیش آیا۔

اب ہم منی چلتے ہیں جہاں سے ہمارے ایک

مدارس کا مستقبل بدخواہوں کی مایوسی اور ہزیمت

تحریر: جناب پروفیسر محمد حسین ظفر

خاص طور پر قومی ایکشن پلان میں صرف مذہبی دہشت گردی کو ہی نشانہ بنانے کا فیصلہ ہوا تب بھی یہی طبقہ بہت خوشی منازہا تھا کہ اب کی بار مدارس کو تالے لگ جائیں گے اور ان کی دیرینہ خواہش پوری ہو کر رہے گی۔ ہر وقت ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر انتظار کرتے کہ ابھی بریکنگ نیوز آئے گی۔ لیکن بسا آرزو کہ خاک شد کے مصداق ان کے سر دھول پڑھ گئی اور مایوسی آخری حدوں کو چھونے لگی۔ عید الفطر کے بعد اچانک صوبائی حکومتوں نے بعض مدارس پر چھاپے مارے اور سینکڑوں پولیس اہلکاروں کے ساتھ مدارس میں داخل ہو کر اساتذہ اور طلبہ کو خوف زدہ کیا۔ اس کی نمایاں خبریں شائع ہوئیں تو پھر ایک مرتبہ ان کے ارمانوں میں جان آئی۔ وہ منتظر رہے کہ ان مدارس میں سے کسی ایک سے ملازم کی باقیات یا اسامہ بن لادن کے ورثا یا امین الظواہری برآمد ہوگا مگر تمام ایجنسیاں بھی ان کی یہ آخری خواہش پوری نہ کر سکیں۔ پنجاب حکومت کے ایک اہم وزیر اثناء اللہ نے یہ کہہ کر کہ 70% مدارس پر چھاپے مارے گئے لیکن کہیں سے کچھ برآمد نہ ہوا آخری کیل ٹھوک دی۔

موجودہ حکومت میں کچھ راجل رشید ہیں جن میں وفاقی وزیر داخلہ چودھری شاکر کا شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے مدارس کے خلاف چلائی جانے والی مہم کا از خود نوٹس لیا اور فرمایا کہ 90% مدارس بالکل صحیح اور محبت وطن ہیں۔ اس پر اہل مدارس نے اپنے رد عمل کا اظہار کیا کہ باقی 10% مدارس کی نشاندہی ہونی چاہیے۔ اس پر فروری 2015 کو وزیر اعظم بیکر ٹریٹ میں ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں اتحاد تنظیمات کے قائدین اور قومی ایکشن پلان کمیٹی کے ممبران نے شرکت کی۔ جس میں سرکاری ممبران کی گفتگو کے بعد اتحاد تنظیمات مدارس کا موقف پیش کیا گیا جس سے ساری فضا یکسر بدل گئی۔ شرکاء یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ اگر مدارس ایسا کردار ادا کر رہے ہیں تو ان کی تحسین ہونی چاہیے۔ چند اہم امور طے پائے کہ مدارس کی باقاعدہ رجسٹریشن ہونی چاہیے اور ان کے کوائف حکومت کے علم میں لائے جائیں۔ اس کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں سیکرٹری سطح کے لوگ شامل ہوں گے جس کا پہلا اجلاس وزارت مذہبی امور میں منعقد ہوا۔ اگرچہ حکومت کے نمائندہ ٹپلی سطح سے آئے لیکن مدارس کے

وانتہا پسندی کا ذمہ دار قرار دیا۔ جبکہ اس سے قبل پاکستان کے وزیر داخلہ اپنی گفتگو میں مدارس کے بارے میں نہایت مثبت رپورٹ پیش کر چکے تھے۔ انہوں نے برملا اظہار کیا کہ دینی مدارس پاکستان میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے بھرپور تعاون کر رہے ہیں۔ پاکستانیوں کی اکثریت مدارس کے بارے میں مثبت سوچ رکھتی ہے۔ ان کے نزدیک یہ محبت وطن لوگ دینی تعلیمی اور اصلاحی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس لیے وہ نہ صرف مدارس کی کارکردگی سے مطمئن ہیں۔ بلکہ بھرپور تعاون بھی کرتے ہیں جس سے مدارس کا نظام چل رہا ہے۔ یہ خاموش اکثریت اپنی پسند کا اظہار بھی کسی فورم پر نہیں کرتے۔ لیکن بد قسمتی سے وہ لوگ جو دینی مدارس سے نفص و عناد رکھتے ہیں اور جنہوں نے اپنی زندگی

پاکستانیوں کی اکثریت مدارس کے بارے میں مثبت سوچ رکھتی ہے۔ ان کے نزدیک یہ محبت وطن لوگ دینی تعلیمی اور اصلاحی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

میں کبھی بھی کسی دینی مدرسے کو قریب سے نہیں دیکھا وہ میڈیا پر آکر بے تکان بولتے چلے جاتے ہیں۔ وہ ایسی باتیں مدارس کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں جس کا مدارس کی تاریخ سے ہی کوئی تعلق نہیں۔ جہالت اور لاعلمی کا یہ عالم ہے کہ انہیں یہ تک معلوم نہیں کہ مدارس کا نصاب کیا ہے اور طریقہ تدریس کیا؟ چونکہ ذہن میں مدارس کے خلاف خناس ہے لہذا ان کے خلاف زہر اگلتے ہیں اور مطالبہ ہوتا ہے کہ ان کو بند کرنا ہی مناسب ہے۔ مدارس کے خلاف کوئی خبر اخبارات کی زینت بنے تو ان کی خوش دیدنی ہوتی ہے اور ہر وقت اس بات کے منتظر ہوتے ہیں کہ کب حکومت کا یہ بیان آئے کہ ہم پاکستان کے دینی مدارس کو بند کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔

گذشتہ دو عشروں سے دینی مدارس کا معاملہ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں توجہ کا مرکز ہے۔ مدارس کے بارے میں معمولی بات کو بڑا اور نمایاں کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ پوری دنیا کا میڈیا اور مختلف ایجنسیاں مسلسل نظر رکھے ہوئے ہیں۔ معمولی جنبش سے تمام ادارے فوراً حرکت میں آجاتے ہیں۔ تمام خرابیوں کی ذمہ داری ان پر ڈال دی جاتی ہے اور تفتیش کا نیا دور شروع ہو جاتا ہے۔ قارئین کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ دنیا بھر کی معروف جامعات میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنے والے طلبہ اپنے مقالے کے لیے پاکستان کے دینی مدارس کو بطور عنوان اختیار کرتے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ان کی فوری منظوری بھی ہو جاتی ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں بہت سے ایسے ریسرچ کارلرز نے رابطہ کیا یا خود چل

کر جامدہ سلفیہ میں آئے ان کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ موضوع اس قدر پسندیدہ ہے کہ بڑی بڑی یونیورسٹیاں ان میں نہ صرف گہری دلچسپی لیتی ہیں بلکہ اس کام کے لیے فنڈ بھی مہیا کرتی ہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس کیا اہمیت رکھتے ہیں۔ اس میں ایک دلچسپ پہلو اور بھی ہے کہ جو حضرات صحیح حقائق اور مدارس کے بارے میں مثبت رپورٹ مرتب کرتے ہیں۔ ان کی تحقیقات کو کمزور اور ناقص قرار دیا جاتا ہے اور جو منفی رپورٹ مرتب کریں انہیں بڑی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کا ایک ثبوت وہ رپورٹ ہے جو گذشتہ دنوں امریکہ میں منعقد ہونے والی تقریباً 60 ممالک کے وزراء داخلہ کی کانفرنس میں پاکستان کی ایک این جی اوز کی ہے۔ جس میں انہوں نے مدارس کو خرابیوں کا ذمہ دار قرار دیا اور اپنے نام نہاد سروے اور بعض گم نام لوگوں کے تاثرات پیش کیے۔ مدارس پر الزام تراشی کی اور انہیں دہشت گردی

نمائندوں نے مکمل تعاون کیا۔

وزارت مذہبی امور نے جو فارم تشکیل دیا وہ کافی طویل اور غیر ضروری سوالات پر مشتمل تھا۔ رجسٹریشن اور ڈیٹا فارم کو یکجا کیا گیا تھا۔ لہذا تمام وفاتوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔ اور مطالبہ کیا کہ اجلاس بلا کر اس کی خواندگی کی جائے لیکن اسی دوران حکومت کے ایک نالائق اور دین بیزار وزیر نے مدارس کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور توہین آمیز رویہ اختیار کیا۔ جو بولتے پہلے ہیں۔ اور غور بعد میں کرتے ہیں۔ ان کے طرز عمل نے اتحاد تنظیمات کو حکومت کے غیر سنجیدہ رویے کے خلاف احتجاج پر اکسایا اور اجلاس کا بائیکاٹ کیا گیا جس پر ایک عرصہ تک خاموشی اختیار کی گئی۔ اگرچہ وزیر بے تدبیر نے معذرت کی جو مسترد کر دی گئی۔ آخر کار اس خاموشی کو دوبارہ چودھری ثار نے توڑا اور دوبارہ اتحاد تنظیمات کو مذاکرات کی پیش کش کی۔ جسے قبول کر لیا گیا

سے سنا گیا۔ نہایت خوشگوار ماحول میں ان کے حل کے لیے دی گئی تجاویز پر غور ہوا جن کو حل کرنے کے لیے حکومت بہت سنجیدہ نظر آئی اور وزیر داخلہ کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جبکہ تمام دفاق کا ایک ایک نمائندہ کمیٹی کا ممبر ہوگا جس کا اجلاس بہت جلد منعقد ہوگا اور جلد از جلد مسائل کا حل تلاش کر لیا جائے گا۔ اس ملاقات کی تفصیلات اخبارات میں آچکی ہیں۔

پاکستان کی تاریخ میں یہ نہایت منفرد واقعہ ہے کہ دینی مدارس کے مسائل کو حل کرنے کے لیے اس قدر اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں آرمی چیف نے شرکت کی ہو۔ اس سے مدارس کی اہمیت دو چند ہوئی۔ تمام حلقے حیران ہوئے۔ اہل مدارس کے اس اعزاز کو وہ ہضم نہ کر سکے۔ اور من پسند تاویلات اور من گھڑت خبریں تراشنے لگے۔ لیکن وزیر داخلہ کی پریس کانفرنس سے انکی نیندیں اڑ

پاکستان کی تاریخ میں یہ نہایت منفرد واقعہ ہے کہ دینی مدارس کے مسائل کو حل کرنے کے لیے اس قدر اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں آرمی چیف نے شرکت کی ہو۔

گئیں۔ جب انہوں نے مدارس کے بارے میں تحمیں آمیز جذبات کا اظہار کیا۔ سول اور عسکری قیادت نے دینی مدارس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ قسمت کے مارے اور بھی شرمندہ ہوئے۔

کھیلانی ملی کھبہ نوچے کے مصداق اپنا منہ ہی پینے لگے۔ ان کے بس میں نہیں وہ جنرل راجیل کو برا کہیں یا وزیر اعظم کو جنہوں نے اہل مدارس کو وزیر اعظم ہاؤس بلا کر عزت سے نوازا اور ان کے ہمدردی سے مسائل سے اور ان کے حل کی یقین دہانی کرائی۔

سچی بات تو یہ ہے کہ یہ اجلاس مدارس کی تاریخ میں بھی سنگ میل ثابت ہوگا۔ کہ وہ وطن کی تعمیر اور پر امن بقائے باہمی کے تحت اپنا مثالی کردار ادا کریں گے اور موجودہ سول اور عسکری قیادت نے ان پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ یہ دراصل ان تمام طبقات کے لیے ہزیمت کا دن ہے جو مدارس کے خلاف اپنی قلم اور زبان استعمال کرتے رہے اور یہ مطالبہ کرتے رہے کہ ان مدارس کو

اور اس کے لیے 7 ستمبر 2015 کا دن مقرر ہوا۔ اسی دوران وزارت مذہبی امور نے بھی 3 ستمبر کو دوبارہ رجسٹریشن فارم پر غور کے لیے اجلاس بلا لیا۔ جس میں اتحاد تنظیمات نے بالاتفاق اپنے موقف کا اعادہ کیا اور کہا کہ یہ فارم غیر مناسب اور غیر ضروری سوالات پر مشتمل ہے۔ لہذا فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ اجلاس میں مل جل کر مناسب فارم تیار کر لیا جائے گا۔

دینی مدارس اور حکومت کے درمیان مذاکرات 7 ستمبر کو نقطہ عروج کو پہنچ گئے۔ جب بارہ بجے شروع ہونے والا اجلاس چار بجے شام تک جاری رہا۔ جس کے پہلے سیشن میں وزیر داخلہ، وزیر مذہبی امور، وزیر مملکت برائے تعلیم کے علاوہ مختلف محکموں کے سیکرٹری صاحبان شریک ہوئے اور اس میں کھل کر مدارس کے مسائل پر گفتگو ہوئی۔ تفصیل سے مسائل بیان ہوئے اور ان کا حل بھی پیش کیا گیا۔ جس میں بنیادی طور پر مدارس کی رجسٹریشن، اسناد کا معادلہ، ڈیٹا فارم اور مدارس پر غیر ضروری چھاپے شامل تھے۔ دوسرا سیشن جو دو بجے شروع ہوا اس کی صدارت وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف نے کی۔ جبکہ آرمی چیف جنرل راجیل شریف، ڈی جی آئی ایس آئی نے بطور خاص شرکت کی۔ مدارس کے مسائل کو بغور اور ہمدردی

بلڈوز کیا جائے۔ بلاشبہ یہ ان کی مایوسی کا دن ہے اور مدارس کے لیے خوشی اور مسرت کا۔

ہم مدارس کے مستقبل کو بہت تباہک دیکھتے ہیں۔ امید کرتے ہیں کہ یہ مدارس پاکستان میں تعلیمی انقلاب برپا کریں گے اور دیگر اداروں کے لیے بھی رول ماڈل ہونگے۔ اس اعتبار سے کہ لاکھوں طلبہ اور طالبات کی تعلیم و تربیت کا مثالی انتظام کم ترین میزانیہ کے ساتھ اعلیٰ ترین سہولتوں کے ساتھ انجام پا رہا ہے۔ یہ مدارس نہ صرف محبت وطن بلکہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ ہیں۔ نظریہ پاکستان ان کے دم قدم سے زندہ ہے اور یہی پاکستان کی بقاء کے ضامن ہیں۔

اس لیے ہم تمام اہل مدارس کو اس موقع پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ ان کے مثبت طرز عمل اور تعمیری کردار نے ہی دراصل فتح پائی ہے اور یہ مدارس مکمل حریت فکر و عمل کے ساتھ زندہ پائندہ رہیں گے۔ ان شاء اللہ!



الاسلام ڈائری 2016ء

- جماعتی جذبوں کی آئینہ دار
- ایک دعوت ایک پیغام
- ہر پڑھے لکھے فرد کی ضرورت

حسب سابق ڈائری زیر ترتیب ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ڈائری ماہ دسمبر میں آپ کو مل سکے تو آج ہی رابطہ کیجیے۔ اشتہارات اور ضروری فون نمبر آج ہی بھیج دیں

- ایک صفحہ اشتہار نوکر 2500/- روپے
- ایک صفحہ اشتہار ایک کلر 1500/- روپے
- نصف صفحہ ایک کلر 1000/- روپے

نوٹ: ڈائری میں مرکزی جمعیت اہل حدیث سے منسلک اضلاع اور تحصیلوں کے نظم (یعنی تفصیلی کاہینہ) شائع ہو رہے ہیں۔ ذمہ دار حضرات جلد رابطہ کریں۔ (شکریہ)

شناختی کارڈ (محمد بشیر انصاری) 34101-3207371-5
رابطہ: اہلحدیث پبلیکیشنز 106 راوی روڈ لاہور
0321-6487892 - 042-37720257
055-4443265

وی پی آر شاہی

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی و اخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

۱۸۳۰ء تا ۱۸۸۰ء کا انگریز شاعر بی بی شے

دہریہ ہونے کے باوجود کائنات کے ذرہ ذرہ میں اس بڑی طاقت کی کارفرمائی دیکھ کر پکار اٹھا: ”کسی نہ دکھائی دینے والی طاقت کا پر شکوہ و پر جلال سایہ اگرچہ ہم نہ دیکھ سکیں لیکن وہ ہمارے درمیان پھر رہا ہے۔ وہ اپنے بازوؤں کے ساتھ ایسے ہی ہم میں گشت کر رہا ہے جیسے گرمیوں کی ہوا ایک پھول سے دوسرے پھول کے پاس گشت کرتی ہے۔“

وکتورین دور کا مشہور انگریز شاعر مسیحی آرنلڈ:

کہتا ہے کہ ”مٹی ہی کتابیں تو پڑھتا ہے مٹی ہی ترکیبیں سوچتا ہے اور کتنی ہی خواہشیں کرتا ہے کہ تیرا سر تقریباً پھر جاتا ہے۔“..... مطلب اس کا یہی تھا کہ ان کتابوں اور عقل و توہم کی دنیا سے آگے بھی کوئی دنیا ہے جہاں کی آرائشوں میں ملوث ہو کر ہی ہمارا دماغ سوچتا ہے اس لیے سوچتے سوچتے سر پھر جاتا ہے۔ تو ہمارے پر مٹی سوالات جن کے لیے شیطانی قوتیں ہمیشہ برسرِ پکار رہی ہیں۔

تثلیث کا نظریہ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے خدائی احکامات کے خلاف وہ زبردست سازش ہے جس کے ذریعے پادریوں نے لاکھوں بندگان خدا کو صحیح راہ سے بھٹکا دیا ہے۔

تثلیث کیا ہے؟

تثلیث یا Trinity کیا ہے؟ کیا یہ ھیتھن انجیل سے ثابت ہے یا اس میں محض پادریوں کے توہم کا دخل ہے؟ اور کیا انجیل بھی قرآن کی طرح توحید کے لیے یک آواز نہیں؟ یہ وہ چند سوالات ہیں جو زیر بحث آیت سمجھنے کے لیے بہت ضروری ہیں۔

عیسائیوں کی انتہائی معتبر اور مستند کیتھولک انسائیکلو پیڈیا کی جلد نمبر ۱۵ صفحہ ۴۷ پر تثلیث کی یہ تعریف ملتی ہے:

”تثلیث وہ اصلاح ہے جو عیسائیت کے بنیادی عقیدہ کو ظاہر کرتی ہے کہ خدا کی ذات میں تین شخصیتیں ہیں: ۱) باپ، ۲) بیٹا، ۳) روح مقدس اور یہ تین شخصیتیں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔“ اس کی مزید تشریح:

تثلیث حقیقت کے آئینے میں

تحریر: جناب ڈاکٹر عبدالستار

زمانے کے لیے ایک بے معنی رقص کریں جس کے ختم ہونے پر محض ایک مردہ کائنات باقی رہ جائے۔ اس خالص مشینی دنیا میں مذکورہ بالا اندھی طاقتوں کے عمل سے دوران زندگی ایک حادثے کے طور پر بالکل اتفاقاً نمودار ہو گئی ہے۔ کائنات کا ایک بہت چھوٹا سا گوشہ یا امکانی طور پر اس طرح کے کئی گوشے کچھ عرصہ کے لیے اتفاقاً ذی شعور ہو گئے ہیں۔

مگر موجودہ معلومات کی روشنی میں طبیعیات کی حد تک سائنس کا اب اسباب پر تقریباً اتفاق ہے کہ علم کا دریا ہمیں ایک غیر مشینی حقیقت کی طرف لے کر جا رہا ہے۔ جدید معلومات ہمیں اپنے پچھلے خیالات پر نظر ثانی پر مجبور کرتی ہیں جو ہم نے جلدی میں قائم کر لیے ہیں۔ یعنی کہ ہم اتفاق سے ایک ایسی کائنات میں آ پڑے ہیں جس کو خود زندگی سے کچھ واسطہ نہیں۔ اب ہم نے دریافت کر لیا ہے کہ کائنات ایک ایسی خالق یا مدبر طاقت کا ثبوت فراہم کر رہی ہے جو اس سارے نظام کو چلا رہی ہے۔

کائنات کا نظام چلانے والی اس بڑی طاقت کے ایک ہونے کا نظریہ (توحید) ارتقاء انسانی شروع تاریخ سے آج تک مسلمہ رہا ہے لیکن یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جہاں ایک طرف ربانی طاقتیں اس نظریہ توحید کے لیے نبرد آزما رہی ہیں اور اس راہ پر گامزن رہ کر انہوں نے ارتقاء کی انتہائی بلند منازل طے کی ہیں وہاں شیطانی طاقتیں بھی کبھی بیکار نہیں رہیں۔ خدائی اور شیطانی قوتوں کا یہی تصادم ان کی راہوں کا یہی تباہی اور ان کے مقاصد کا یہی فرق ہے جس نے اس عالم میں عجیب عجیب تصورات کو جنم دیا۔ یہی چیز اگر ایک وقت انسانی دماغ کے لیے سکون کا پیغام لے کر آئی ہے تو دوسرے ہی لمحات میں اس نے انتہائی مایوس کن رجحانات بھی پیدا کر دیے ہیں۔ غلطی صرف یہ تھی کہ توہمات کی دنیا میں رہ کر عالم رنگ و بو کی حقیقتوں کو سمجھنے کی کوشش کی گئی۔

مذہب کی تاریخ کا اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کچھ مخفی نہیں رہتی کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ تک جتنے انبیاء کرام علیہم السلام آئے وہ بھٹکے ہوئے اور گمراہ انسانوں کو صراطِ مستقیم پر چلانے کے لیے آئے۔ سب کی تبلیغ کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ کائنات کے اس حسن و جمال کے پس پردہ جو زبردست قوت کارفرما ہے کائنات کی یہ رعنائیاں جس کے ادنیٰ سے اشاروں کی مرہون منت ہیں وہ ایسی ہستی نہیں جسے انتظام کائنات کے لیے کسی امدادی ہاتھ کی ضرورت ہو بلکہ وہ زبردست قوت والی ہستی جس طرح اپنی ذات میں یکتا ہے اسی طرح اپنی صفات میں بھی یکتا اور بے مثل ہے۔ اس عظیم کائنات کا نظام چلانے میں نہ اس کا کوئی شریک کار رہا ہے اور نہ اسے کسی شریک کار کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ شریک کار تو کسی کمزور کے لیے محجمل امر کا آخری حربہ ہے اور وہ ہستی ہر قسم کی کمزوریوں سے منزہ اور پاک ہے۔ وہ تو ایسا خزانہ ہے جہاں سے عالم کا ذرہ ذرہ قوت اور نشو و نما حاصل کرتا ہے۔ اس کائنات کا ذرہ ذرہ پکار کر اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ اس کو اس حسن کی نعمت سے مالا مال کرنے والی ہستی ہی وہ قوت جادواں ہے جو بلا شرکت غیرے اس حرکت سادی وارضی کی مالک ہے۔

اترار توحید: مشہور سائنس دان سر جموں جنر کی تصنیف

گادرن سائنٹفک قحاث سے اقتباس! علم کے دریائے پچھلے چند برسوں میں بڑی تیزی سے ایک نیا موڑ اختیار کیا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ہمارا خیال تھا یا ہم نے فرض کر لیا تھا کہ ہم ایک ایسی آخری حقیقت کی طرف بڑھ رہے ہیں جو اپنی نوعیت میں مشینی ہے۔ ایسا نظر آتا تھا کہ کائنات ایٹموں کے ایک ایسے بالترتیب انبار پر مشتمل ہے جو اتفاقی طور پر اکٹھے ہو گئے ہیں۔ جن کا کام یہ ہے کہ با مقصد اور اندھی طاقتوں کے عمل کے تحت جو کوئی شعور نہیں رکھتی کچھ

"The Faith of our Fathers" کے مصنف

حکیم کی آیت

ہے۔" (یوحنا: ۱۴-۲۸)

اس قسم کے دوسرے ارشادات بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔

تیسری آیت:

"خدا جسم میں ظاہر ہوا۔" (پہلا تمحیص: ۳-۱۶)
انجیل کے تمام معتبر نسخوں میں God کا لفظ کہیں نہیں ملتا۔ عیسائی علما نے اس لفظ کا سہواً اضافہ کیا ہے۔
ریو یازڈ ورڈن میں He, Who کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہے جو جسم میں ظاہر ہوا۔

اس طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام عام انسانوں سے بلند مرتبہ ہونے کے باوجود گوشت پوست سے ہی بنائے گئے ہیں تاکہ اللہ کی توحید کا پیغام پہنچانے میں ان کی شخصیت یا جسمانی ترکیب مانع نہ ہو سکے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں حضرت محمد ﷺ کے متعلق کہا گیا ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ﴾
(الجمعة: ۱۰)

"وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے رسول بھیجا۔"

بچنا صرف اس سے تھا کہ جنس کی تبدیلی تبلیغ میں نکل نہ ہو سکے ورنہ تو ہر نبی گوشت پوست کی صورت میں خدا کا نظارہ ہی ہوتا ہے۔ انجیل کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ تثلیث انجیل سے ثابت نہیں بلکہ یہ پادری حضرات کے توہمات کی پیداوار ہے۔ سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وہی خدا ہے جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں۔ ایک حکمت جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری تشابہات جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ فتنہ کی تلاش میں ہمیشہ تشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بخلاف اس کے جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ان پر ایمان ہے یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں۔ اور قج یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق دانش مند آدمی ہی حاصل کرتا ہے۔" (ال عمران: ۷)

﴿مُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ﴾

"(یہ تو میں اپنی آسمانی کتابوں میں) حرف اپنی جگہ سے ہٹا دیتی ہیں۔"

کا مطلب واضح طور پر سمجھ میں آ جاتا ہے۔
عیسائیوں کا ایک بہت بڑا یونانی عالم، بخامن ولسن کہتا ہے کہ

"مذکورہ آیات انجیل کی نہیں بلکہ یہ ایک اضافہ ہے جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد انجیل میں کیا گیا ہے۔"

وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے:
"آسمانی شہادت کے متعلق یہ آیت کسی بھی ایسے یونانی نسخے میں نہیں ملتی جو پندرہویں صدی سے پہلے لکھا گیا تھا۔ پھر نہ کسی انجیل کے یونانی عالم نے ہی اسے نقل کیا ہے نہ کسی لاطینی پادری نے اس لیے ظاہر ہے کہ یہ آیت فرضی ہے۔"

انجیل کے حالیہ نسخے جو کافی تحقیق کے بعد جمع کیے گئے ہیں اور جن میں بہت سی غلطیوں کی اصلاح کر دی گئی ہے وہاں یہ آیت نہیں ملتی۔ (Revised Version)
(انجیل کا دہرایا ہوا نسخہ) میں بھی یہ آیت اس طرح نہیں۔"
دوسری آیت تثلیث کے ثبوت میں پادری حضرات کی دوسری دلیل انجیل کی یہ آیت ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں اور باپ (مراد آقا) ایک ہیں۔" (یوحنا: ۱۰-۳۰)
"یہ آیت کافی مختصر ہے، انجیل کی مندرجہ ذیل آیت بھی ساتھ ملائی جائے تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ غرض صرف مقاصد کا اتحاد اور اپنا روح اللہ ہونا بتانا ہے۔"

"میں صرف انہی کے لیے درخواست نہیں کرتا بلکہ ان کے لیے جو ان کے کلام کے وسیلے سے مجھ پر ایمان لائیں گے تاکہ وہ سب ایک ہوں یعنی جس طرح اپنے باپ (مراد واماں) کو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہے اور دنیا ایمان لائے کہ تو ہی نے مجھے بھیجا۔" (یوحنا: ۱۷-۲۲)

اگر یہ مطلب نہ لیا جائے تو انجیل میں دوسری جگہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد:

"اس لیے کہ میرا باپ (میرا آقا) مجھ سے بڑا

کارڈنل گیر کے ان الفاظ سے ہوتی ہے جو کہتا ہے:

"اس ایک خدا میں تین مختلف شخصیتیں ہیں: باپ، ۲ بیٹا، ۳ روح مقدس جو پوری طرح ایک دوسرے کے برابر ہیں، ہم یقین کرتے ہیں کہ عیسیٰ بھی باپ خدا کی نوعیت کے ہی خدا ہیں۔"

آٹھویں سنس منسک کی رو سے

یہ مطلب کھل کر سامنے آ جاتا ہے:

"باپ (خدا) بھی خدا ہے اور روح مقدس بھی خدا ہے لیکن پھر بھی تین نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہے۔ اب اگر پادری حضرات سے پوچھا جائے کہ یہ ایک بھی ہے اور تین بھی ہیں کا کیا مطلب ہے تو وہ یہ کہہ کر خاموش کرانا چاہے گا کہ یہ ایک آسمانی راز ہے جسے سمجھنے کے لیے ہماری عقل کافی نہیں، صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ خدا نہ ایک ہے نہ تین میں ہے اور تین ایک ہیں۔"

کیا تثلیث انجیل سے ثابت ہے؟

تثلیث کا لفظ پوری انجیل میں ایک مرتبہ بھی استعمال نہیں کیا گیا لیکن پادری حضرات تثلیث کے ثبوت کے لیے انجیل کی چند آیات بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

پہلی آیت:

"کنگ جیمز ورنش (پرنسٹن فرقہ کی انجیل) اور ڈوئے ورنش (کیتھولک فرقہ کی انجیل) کے یہ الفاظ خصوصاً تثلیث کے ثبوت میں بڑے زور و شور سے پیش کیے جاتے ہیں اس لیے کہ تین شخصیتیں ہیں جو آسمان میں ہیں: باپ خدا اس کا بیٹا عیسیٰ اور روح مقدس اور یہ تین ایک ہیں۔" (یوحنا: ۵-۷)

یہاں بے ساختہ زبان پر قرآن حکیم کی یہ آیت آ جاتی ہے۔

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ﴾ (الانعام: ۹)

"اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر افتراء باندھے یا اس کی آیات کی تکذیب کرے۔"

حقیقت میں یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر قرآن

سانحہ منی پس پردہ حقائق!

جناب حاتم حنیف

کی آشیر باد سے علاقائی بالادستی کا خواب دیکھ رہا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اب مشرق وسطیٰ میں جاری ہر کشمکش اور قتل و غارت، بدامنی میں براہ راست یا خفیہ طور پر ایران اپنا کردار ضرور ادا کرتا ہے۔ عراق پر امریکی حملے کے بعد امریکہ نے جس طرح ایران کے ہم مسلک طبقے کو پرومٹ کیا اور بعد ازاں ان کے ساتھ ملکر وہاں کے سنی عوام کو جس بے دردی سے قتل کیا گیا اس کی مثال شاید ہی تاریخ میں مل سکے۔ یہ سب ایران کی آشیر باد سے ہو رہا تھا، کیونکہ کئی عشروں سے ”امریکہ مردہ باد“ کے نعرے لگانے والے جذباتی ایرانی اپنے ہمسائے میں اسی امریکہ کو دیکھ کر ”جہاد“ کو یکسر بھول ہی گئے اور چپ چاپ حمایتی بن گئے۔ عراق میں امریکی حمایت سے اپنے ہم مسلک طبقے کو مضبوط بنانے کے بعد ایران کا حوصلہ بڑھا اور پھر

سینکڑوں حجاج کرام کی شہادت کا باعث بننے والے منی حادثے کے بعد جہاں ایک طرف پوری دنیا غم و اداسی میں ڈوب گئی تو انہی لمحات میں کچھ حلقے اس واقعے پر سیاست کرتے نظر آئے۔ سوشل میڈیا پر ماضی کی تصاویر اور چند ایسی ویڈیوز جن کا تعلق اس واقعے سے قطعی طور پر نہیں تھا ان کو لیکر سعودی حکومت اور جج انتظامیہ پر شدید تنقید اور پروپیگنڈے کو خوب ہوا دی گئی۔ ایرانی صدر نے فوری طور پر سعودی عرب کو تنقید کا نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ سے تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس حادثے کے بعد پیدا ہونیوالی صورتحال نے مشرق وسطیٰ میں جاری کشمکش، تنازعات اور دیگر فرقہ وارانہ مسائل کو مزید واضح کر دیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ تہران کا کنٹرول اہل بصیرت کے پاس نہیں رہا اور وہاں صرف اور صرف

جذباتی، پرامندہ خیالات کے حامل اور تعصب و عناد میں ڈوبے ہوئے افراد کا ڈیرہ ہے۔

عرب ممالک میں گزشتہ چند سالوں سے جاری بدامنی اور قتل و غارت میں ایران کا نام سب سے نمایاں رہا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ کبھی

بھی کوئی صلح جوئی اور اچھائی کا تاثر تک بھی دینے کی کوشش نہیں کی گئی۔ امریکہ، یورپی ممالک کے ساتھ کئی سال کے خفیہ تعاون اور اب واضح معاہدے کے بعد ایران اب پورے خطے میں چوہدرابٹ کے خواب دیکھ رہا ہے۔ عالمی سیاست پر نظر رکھنے والوں کا تو شروع سے یہ دعویٰ ہے کہ ایران کبھی بھی مغرب مخالف رہا ہی نہیں جبکہ اسرائیل کے ساتھ ”زبانی کلامی“ کشیدگی تو محض رسم دنیا بھانے کے لئے ہوتی ہے۔ ایران کی مذہبی قیادت اور حکومت اسرائیل و امریکہ دشمنی کا تاثر دیکر اپنے عوام کو رام کرنے کی کوشش کرتی ہے تاکہ وہ کبھی بھی اہل اقتدار کے لئے خطرہ نہ بن سکیں۔ اسی بہانے کی تحت ملک میں ہر قسم کی منافقانہ سررمیوں کو بھی دایا جاتا ہے۔ ایران اب مغرب

ایران اب مغرب کی آشیر باد سے علاقائی بالادستی کا خواب دیکھ رہا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اب مشرق وسطیٰ میں جاری ہر کشمکش اور قتل و غارت، بدامنی میں براہ راست یا خفیہ طور پر ایران اپنا کردار ضرور ادا کرتا ہے۔

باری آئی شام، یمن، بحرین اور سعودی عرب سمیت دیگر ممالک میں اپنے حمایتی گروہوں کو مسلح اور مضبوط کرنے کی۔ بحرین میں ایک بھرپور شورش پیدا کی گئی، یمن میں قانونی حکومت کا خاتمہ کچھ اس طرح کیا گیا کہ ایرانی جرنیلوں نے اس مہم میں حصہ لیا، شام میں خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے اور ظلم و ستم کی دردناک داستانیں رقم ہو رہی ہیں۔ سعودی عرب اور کویت میں بھی بہت کچھ ہوا لیکن وہاں کی مضبوط حکومتوں نے ان مہمات کو کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہونے دیا۔ جی ہاں! ایک اور ہمسایہ افغانستان بھی تھا کہ جہاں ایران نے شمالی اتحاد کے ساتھ ملکر امریکی قیادت میں طالبان حکومت کو ختم کرنے کے لئے بھرپور وسائل فراہم کیے۔ مزے کی بات یہ بھی ہے کہ اس سارے

نعرے میں ”مردہ باد امریکہ“ کا نعرہ بھی خوب زور و شور سے لگایا جاتا رہا۔ حقیقت یہی ہے کہ ایران کبھی بھی امریکہ، اسرائیل اور مغرب کا مخالف نہیں رہا، اس کے کئی دلائل ہیں۔ ایران کی جانب سے روایتی زبانی جمع خرچ تو بہت کیا جاتا ہے لیکن حقائق یہی ہیں کہ ایران نے کبھی بھی امریکہ مخالف قدم نہیں اٹھایا۔ کسی بھی ملک میں کوئی ایرانی یا ان کا ہم مسلک کوئی رہنما امریکہ کی مخالفت میں نہیں لڑا۔ امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں دنیا بھر میں اقدامات اٹھائے اور کئی ممالک سے اپنے مخالفین کو گرفتار یا جاں بحق بھی کیا لیکن ایرانی یا ان کے ہم مسلک افراد پوری دنیا میں اس سے محفوظ رہے۔ عراق میں ایران کے حمایتی عالم دین عالم آیت اللہ سیستانی نے یہ نفوی دیا کہ امریکہ کے خلاف جہاد حرام ہے اور جو لوگ امریکہ کیخلاف لڑ رہے ہیں وہ دہشتگرد ہیں۔ ایران نے امریکہ کے خلاف لڑنے والوں کی بجائے صدام کے حامیوں کی سرکوبی کے لئے اسلحہ فراہم کیا اور بہت سے ایرانی رضا کار بھی عراق گئے۔ امریکہ نے اس کا صلہ یہ دیا کہ ایرانی حمایت یافتہ افراد کو عراق کی حکومت دی اور مختلف ممالک میں بڑے پیمانے پر قتل و غارت میں ملوث ہونے کے باوجود کبھی کسی ایرانی حمایت یافتہ گروہ کو دہشت گرد قرار نہیں دیا۔ ایران کی جانب سے یمن، بحرین، شام اور کئی دیگر ممالک میں اپنے حمایتی گروہوں کی مدد کے لئے تربیت یافتہ رضا کار اور باقاعدہ فوجی عہدیدار بھیجے جاتے ہیں لیکن ایسا کبھی بھی اسرائیل کے خلاف نہیں کیا گیا۔ ایران میں شدت پسندی اور نفرت کا اس سے بڑھ کر اور کیا اظہار ہو گا کہ دارالحکومت تہران میں سینوں کی ایک مسجد بھی نہیں اور نہ ہی مسجد بنانے کی اجازت ہے مگر اسی تہران میں یہودیوں کے 70 عبادت خانے ہیں اور عیسائیوں، ہندوؤں، پارسیوں اور بدھوں وغیرہ کے عبادت خانے ہیں۔ بلکہ بعض حلقے تو یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ خمینی انقلاب کے بعد ایران کی 90 فیصد مساجد کو امام بارگاہ میں تبدیل کیا گیا مگر کسی ایک بھی چرچ، مندر یا کسی اور مذہب کے عبادت خانوں کو نہ تبدیل کیا گیا اور نہ ہی گرایا گیا۔ ایسی بے شمار ویڈیوز موجود ہیں کہ ایران میں محض دوسرے فرقے سے تعلق کی

ساتھ ملکر بندرعباس کی تعمیر کا معاہدہ کیا گیا ہے۔ شاید بہت کم پاکستانی اس سے آگاہ ہوں گے کہ صوبہ بلوچستان میں موجود معدنی تیل کے وسائل سے ہماری قوم صرف اس لئے فائدہ نہیں اٹھا سکتی کیونکہ ایران نے ایک سابقہ حکومت کے ساتھ معاہدہ کر لیا تھا۔

کاش! تہران میں بیٹھے پالیسی ساز عالم اسلام کی حالت زار پر رحم کرنے کے بارے میں سوچیں، انہیں احساس ہو کہ اہل مغرب کے ساتھ ملکر اپنے ہی ہمسایوں کو فتح کرنے کا خیال قابل ستائش نہیں۔ کاش! تہران میں کوئی اہل بصیرت ان لاکھوں مسلمانوں کے دکھ کا اندازہ کر سکے کہ جنہیں بے گھر ہونا پڑا، جن کے اپنے زندگی کی بازی ہار گئے یا جن کے بچے جنگلوں، دیرانوں میں بے یار و مددگار پڑے ہیں۔ علامہ اقبال نے تہران کو اہل مشرق کا جینو بانے کا خواب دیکھا تھا یعنی ایک ایسا مرکز جس پر سب اعتماد کریں۔ لیکن اب تو ایسا لگتا ہے کہ ایران جینو والوں سے ملکر اہل مشرق کو دبانے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ ایران کو چاہیے کہ جنگی حکمت عملی، جذباتی منصوبہ بندی اور عناد و تعصب سے بھری سوچ کی بجائے ایک منصفانہ اور صلح جو طرز عمل کا مظاہرہ کرے۔

ایران اپنے ملکی دولت و وسائل نام نہاد انقلاب و افکار کو زبردستی برآمد کرنے اور عالم اسلام کو غیر مستحکم کرنے کی بجائے امت کی فلاح، یکجہتی اور امن و امان قائم کرنے پر صرف کرے۔

شاید اسی سے عالم اسلام کی مشکلات میں کمی آ سکے اور یقیناً اس سے ایران کے مقام و مرتبے میں بھی اضافہ ہی ہو گا۔ کاش! ایرانی پالیسی ساز مغربی آشیر باد سے علاقائی بالادستی کی بجائے اپنے عوام میں بے پناہ مقبول علامہ اقبال کے خواب کو ہی پورا کرنے کا سوچیں۔

نوجوانان اہل حدیث کو پیغام!

الہمدیث نوجوانو! الحمدیث یوتھ فورس پاکستان کے پلیٹ فارم میں شامل ہو کر خالص قرآن و سنت کے پیغام کو پھیلانے کا عزم کرلو۔

ہمارا عزم ہماری آواز..... قرآن و سنت کا نفاذ

منجانب: محمد طلحہ سیف اللہ خادم، جنرل سیکرٹری AYF

ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں ایران و عراق کا مقدس سفر کربلا کی تعداد حج و عمرے پر جانے والوں سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ تلخ حقیقت ہے لیکن اس سے انکار ممکن نہیں کہ ایرانی زائرین کی جانب سے اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ حج و عمرے کے موقع پر بدامنی پھیلانے کی کوشش کی گئی جس میں سینکڑوں معصوم حجاج کرام کی شہادتیں بھی ہوئیں۔ بیت اللہ شریف پر قبضے کی کوشش ہو، خمینی انقلاب کی نعرے بازی یا فرقہ وارانہ انفرادیت ایرانی زائرین کئی تلخ واقعات میں ملوث رہے ہیں۔ حالیہ واقعے کی ابتدائی اطلاعات کے مطابق بھی یہ المناک حادثہ بھی تین سو سے زائد ایرانی حجاج کرام کی ون وے کی خلاف ورزی اور ہجوم کے درمیان رک کر نعرے بازی کے باعث پیش آیا ہے۔ اس واقعے کی وجہ بننے کے ساتھ ساتھ اس کے بعد انتہائی منظم انداز میں پروپیگنڈا کرنے اور جھوٹی ویڈیوز اور تصاویر کے ذریعے غلط فہمیاں پیدا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایران نے حج و عمرے کے مقدس فریضے اور حریم الشریفین کی انتظامیہ کی سر توڑ کوششوں کو شکوک و شبہات کی نذر کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

ایران اپنے ملکی دولت و وسائل نام نہاد انقلاب و افکار کو زبردستی برآمد کرنے اور عالم اسلام کو غیر مستحکم کرنے کی بجائے امت کی فلاح، یکجہتی اور امن و امان قائم کرنے پر صرف کرے۔

المیہ یہ ہے کہ تہران کی جانب سے مشرق وسطیٰ میں بالادستی اور مغربی آشیر باد سے چودہ راہٹ کے خواب دیکھنے کی قیمت مظلوم مسلمانوں کو ادا کرنا پڑ رہی ہے۔ شام کے لاکھوں پناہ گزین دنیا بھر میں بھگت رہے ہیں، یمن کا امن و امان تباہ ہو چکا ہے، عراق اور افغانستان میں ہر روز ایرانی حمایت یافتہ گروہوں کی جانب سے خون مسلم بہایا جاتا ہے، بحرین، کویت اور سعودی عرب میں دہشت گردی کی کارروائیاں کی گئی ہیں۔ آخر میں ایک ایسی تلخ حقیقت کہ جس کا تعلق ہماری اپنی ارض وطن پاکستان سے ہے۔ گوادر کی بندرگاہ کا آباد ہونا ایران اپنے اقتصادی مفادات کے خلاف سمجھتا ہے اور اس کے توڑ کے لئے بھارت کے

ہا پر ہر سال بڑی تعداد میں علمائے کرام اور لوگوں کو پھانسی پر چڑھا دیا جاتا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ ایران کو اب ہمسایہ مسلم ممالک کے ساتھ کسی بھی قسم کے تعلقات کی بحالی کی کوئی خواہش ہی نہیں رہی۔ وہ صرف اور صرف امریکہ و یورپ کی بھرپور حمایت، اپنی معاہدے کے بعد ہونیوالی کمائی اور کئی سال سے بنائے گئے جدید اسلحے کے بل بوتے پر پورے مشرق وسطیٰ میں حاکمیت کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اس کے لئے ہر قسم کا حربہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ کتنی حیرانی کی بات ہے کہ لاکھوں لوگوں کی مشکلات، قتل و غارت اور بدامنی کے باوجود شام اور یمن کے مسئلے پر ذرا سی بھی چلک نہیں دکھائی جارہی۔ ایران کسی بھی ہمسائے کی کوئی بات سننا ہی نہیں چاہتا۔ مانا کہ عربوں کی بھی بہت سی غلطیاں ہوں گی لیکن کیا ایران کی کوئی بھی ذمہ داری نہیں کہ وہ زندگی کی بازی ہارتے ان کلمہ گو مسلمانوں کے لئے تھوڑا سا بھی کردار ادا کرے۔

حالیہ مٹی حادثے کے فوری بعد ایران کی جانب سے سعودی عرب مخالف مہم سے بھی آپ اس صورتحال کا ادراک کر سکتے ہیں۔ ایک سعودی شہزادے کی کئی سال

پرانی وینڈیو جو کہ حج کے موقع پر تھپی ہی نہیں اس کو واقعے کی وجہ قرار دیا گیا۔ دس سال پرانی حجاج کا سامان اٹھاتی گاڑیوں کی تصاویر کولاشوں کی بے حرمتی کے طور پر پیش کیا گیا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی انتہائی منظم ادارہ اس

پروپیگنڈے کے لئے کام کر رہا ہے کہ جس کے باعث ہر قسم کا مواد شاید اسی قسم کے واقعات کے لئے سنبھال کر رکھا گیا ہے۔ ایران حج و عمرے پر ہونے والے واقعات کے حوالے سے اس قدر کیوں سرگرمی دکھاتا ہے اس کی بھی کئی مذہبی، ثقافتی اور تاریخی وجوہات ہیں۔ دراصل ایران خطے میں بالادستی کے لئے حریم الشریفین کے ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کی عقیدت و محبت کو ٹارگٹ کرنا چاہتا ہے۔ ایران دنیا بھر میں موجود اپنے ہم خیال مذہبی رہنماؤں کے ذریعے ہم مسلک افراد کی ذہن سازی میں کسی حد تک کامیاب رہا ہے کہ زیارات و عبادت کے لئے حریم الشریفین کی بجائے ایران و عراق میں موجود مقدسات و مزارات بھی یکساں اہمیت رکھتے

جامع الکملات تھے ان کی ذات جدید و قدیم کا سجم تھی۔ وہ اپنی شکل و صورت کے اعتبار سے عالم دین اور اپنے ذوق علمی اور تحقیق و تدقیق کے فطری ذوق کی بدولت بلند مرتبہ محقق و مؤرخ تھے۔ مولانا گوندلوی مرحوم کم گو مگر فعال، سنجیدہ مگر سرگرم اور نبض شناس، تواضع و انکساری کی وجہ سے صوفی و سبع البشر، وسیع الاخلاق و وسیع القلب، زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت کے پیکر، کریم النفس، شریف الطبع، اپنے پہلو میں دردمند دل رکھنے والے بہت زیادہ مہمان نواز اور میزبان کا احترام کرنے والے بہت زیادہ خود داز قانع و صابر، متحمل مزاج اور کریمانہ اخلاق و ستودہ صفات کے حامل تھے۔

مولانا محمد یحییٰ گوندلوی عمر بھر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ کے معزز رکن رہے مگر اس کے ساتھ ان کا تعلق جماعت اہل حدیث پاکستان (روپڑی گروپ) سے بھی تھا، وہ شعبہ تقابل ادیان کے سرپرست اور صدر مجلس علمی مناظرہ جامعہ اہل حدیث بھی تھے۔ مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ میں ایک خوبی یہ بھی پائی جاتی تھی کہ وہ اپنے اساتذہ کرام کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ جب کبھی اپنے اساتذہ کا ذکر کرتے تو بڑے والہانہ انداز میں ان کے علم و فضل کا اعتراف کرتے تھے۔ ان کے اساتذہ میں شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد مدرائی، مولانا قاری محمد یحییٰ بھوجیانی، مولانا محمد عبدہ الفلاح، شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم رحمہم اللہ مولانا حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ اور مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ شامل ہیں۔

حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی، حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا محمد حنیف ندوی رحمہم اللہ اجمعین اور موجودین میں پروفیسر ساجد میر، مولانا محمد اسحاق بھٹی، حافظ عبدالغفار روپڑی، حافظ عبدالوہاب روپڑی، حافظ فاروق الرحمن یزدانی اور حافظ احمد شاکر کے علم و فضل اور ان کی اپنی خدمات کے بہت معترف تھے اور ان حضرات کا ذکر بڑے اچھے انداز میں کیا کرتے تھے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز کی وفات کی خبر جب راقم نے بذریعہ موبائل دی تو بہت افسوس کا اظہار کیا۔ کئی دفعہ انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ میں جنازہ میں شرکت سے معذور ہوں۔ میں ایسی جگہ ہوں کہ وقت پر جنازہ میں شرکت نہیں کر سکتا۔ ایک ہفتہ بعد

یاد رفتگان

شیخ الحدیث مولانا محمد یحییٰ گوندلوی

تحریر: جناب عبدالرشید راقی

پاکستان سے ایک ایسا جید عالم دین، مفسر قرآن، جلیل القدر محدث، نامور مؤرخ و محقق، دین اسلام کے فروغ، مسلک اہل حدیث کی ترقی و ترویج، شرک و بدعت و محدثات کی تردید و توبیخ اور ادیان باطلہ کا قلع قمع کرنے والے مجاہد کی کمی ہو گئی۔ علم و فضل کے اعتبار سے مولانا گوندلوی رحمہ اللہ کا مرتبہ و مقام بہت بلند تھا۔ تفسیر قرآن، حدیث نبوی، اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، جرح و تعدیل میں ان کو بہت مہارت حاصل تھی۔ حدیث نبوی ﷺ سے انہیں والہانہ محبت تھی اور حدیث کے معاملہ میں معمولی سی مدافعت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ جس کسی نے بھی حدیث نبوی ﷺ کے بارے میں تنقید و تنقیص کا سلسلہ شروع کیا اور ناروا جملے کرنا شروع کیے ان کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے مرحوم مولانا گوندلوی میدان عمل میں

دین اسلام ایک انسان میں کس قدر عظیم الشان انقلاب برپا کرتا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کام کرنے کی صورت میں اس کی مشکلات دور کر دیتا ہے اور بہت آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ اس کی مثال ہمارے سامنے شیخ التفسیر والمحدث مولانا ابوالانس محمد یحییٰ گوندلوی تھے۔ جنہیں دین اسلام قرآن و حدیث اور مسلک الحمدیث سے اس قدر محبت تھی کہ تاریخ میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اس زمانہ میں اصل کام اسلام کو زندہ کرنا اور دنیا پر اسے اپنی صحیح شکل میں پیش کرنا ہے۔ اسلام کی زندگی کے بغیر انسانیت کی زندگی قطعی بے کار اور بے معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دعوت دینے والے مسلمانوں کو صحیح دین اسلام قرآن و حدیث کی تعلیم اور شرک و بدعت و محدثات سے بچانے کے لیے مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی

مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ اہل حدیث کے جید عالم دین تھے۔ ان کے رخصت ہونے سے ایک روشن چراغ بھی گل ہوا۔ اندھیرا اور بڑھ گیا۔

وقف کر رکھی تھی۔ جو شخص ان کی تحریروں کو پڑھے گا اسے معلوم ہو گا کہ ان میں ایمان کی کس قدر قوت تھی۔ ان کا مطالعہ کس قدر گہرا تھا اور مسائل دینیہ پر مکمل طور پر آگاہی تھی۔ تفسیر حدیث،

اترے اور دلائل سے معترضین کا رد کرتے تھے۔ (اس کی شہادت ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور، ہفت روزہ اہل حدیث لاہور، ماہنامہ ترجمان الحدیث فیصل آباد، ماہنامہ ضیائے حدیث سوہدرہ (اب لاہور) اور ماہنامہ نداء الاسلام پشاور سے مل سکتی ہے۔) مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کے اُن سپوتوں میں سے تھے جن پر یہ دینی درس گاہ زندگی بھر یاد کرے گی۔ فراغت کے بعد مرحوم مولانا گوندلوی نے حافظ آباد، قلعہ دیدار سنگھ، فاروق آباد اور ساہوالہ میں برسوں درس دیا جہاں بھی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا وہاں افتاء کی ذمہ داری بھی قبول کر لی۔ مولانا گوندلوی رحمہ اللہ علم و فضل کے اعتبار سے

فقد المذاہب الاربعہ اور تاریخ پر انہیں بہت زیادہ عبور تھا۔ کم ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن پر زمانے کو فخر ہوتا ہے جیسا کہ سمندر اپنے موتیوں پر فخر کرتے ہیں، موتی میں سے وہ عالم ہوتا ہے جو سورج کے مشابہ ہوتا ہے اور اندھیرے میں روشنی کوئی بعید نہیں..... اور یہ ہمارے محترم شیخ التفسیر والمحدث مولانا محمد یحییٰ گوندلوی تھے۔ مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ اہل حدیث کے جید عالم دین تھے۔ ان کے رخصت ہونے سے ایک روشن چراغ بھی گل ہوا۔ اندھیرا اور بڑھ گیا۔ ان کے دم قدم سے دنیائے علم و ادب میں جو رونق تھی وہ صوفی پڑگئی۔ وہ ایک قیمتی متاع تھے جس کو موت نے ہم سے چھین لیا۔ ان کی موت سے بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جماعت

ملاقات ہوئی تو فرمایا:

”عراقی صاحب! مولانا جانناز کے انتقال سے بہت صدمہ ہوا، جماعت اہل حدیث ایک محقق عالم دین سے محروم ہو گئی ہے ان کی خدمات عالیہ کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ سنن ابن ماجہ کی عربی شرح ”نہجناز الحلیہ“ ان کی عظیم علمی خدمت ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ مولانا جانناز مرحوم کی اس علمی خدمت کو قبول فرمائے اور ان کی نجات کا ذریعہ بنائے۔“

مولانا گوندلوی رحمہ اللہ دینی غیرت و حیثیت کی ایک زندہ مثال تھے۔ حق کے معاملہ میں کسی قسم کی معمولی مداخلت کو بھی وہ جائز نہیں سمجھتے تھے۔ حق گوئی اور بے باکی ان کا امتیازی وصف تھا۔ مولانا گوندلوی زیاطیس کے مریض تھے اور اسی مرض میں مولانا محمد علی جانناز رحمہ اللہ کے انتقال کے ۳۵ یوں بعد ۲۶ جنوری ۲۰۰۹ء کو نماز عشاء کے وقت اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ اناللہ

وانا الیہ راجعون!

داغ فراق صحت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی جو وہ بھی نموش ہے

بنتی کا حادثہ

لوگوں میں اپنے بھائیوں کے لیے ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ لہذا ضروری ہے کہ مناسک حج کی تربیت کے وقت لوگوں کو ایثار و قربانی، محبت و ہمدردی اور غفو و درگزر کا بطور خاص درس دیا جائے۔ واللہ! حاجیوں کی تربیت اور ٹریننگ بالکل نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی بھی ہے تو برائے نام جس سے حجاج کو بے پناہ مشکلات پیش آتی ہیں اور پھر یہ مشکلات دوسروں کے لیے تکلیف و آزار کا باعث بنتی ہیں جیسا کہ امسال حج کے موقع پر ہوا۔ یہ بات طے ہے کہ اس حادثہ فاجعہ میں دانستہ شرپندی کے پہلو کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا؛ تاہم اس کے ساتھ یہ کہے بغیر بھی چارہ نہیں کہ حجاج کرام کی عدم تربیت کی وجہ سے زیادہ جانی نقصان ہوا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو شہداء کے درجہ پر فائز کرے۔ زخموں کو شفا یاب کرے اور باقی حجاج کرام کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین!

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساتی

ڈاکٹر جاوید اقبال کا انتقال پر ملال

گذشتہ دنوں مصور پاکستان، شاعر مشرق، علامہ اقبال کے فرزند ارجمند جناب ڈاکٹر جاوید اقبال ۹۱ برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!..... انہوں نے تعلیمی مراحل گورنمنٹ کالج لاہور سے طے کیے۔ وہاں سے انگریزی اور فلسفہ میں ایم اے کیا۔ ۱۹۵۴ء میں یونیورسٹی آف کیمبرج انگلستان سے فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کیا۔ ۱۹۵۶ء میں لیکن انزلندن سے قانون میں بار ایٹ لاء کیا۔ پاکستان آکر ہائی کورٹ کے پہلے جج پھر چیف جسٹس رہے۔ سپریم کورٹ کے بھی سینئر جج رہے۔ انہوں نے علامہ اقبال پر ”زندہ روڈ“ کتاب لکھی جو فکر اقبال کے حوالے سے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ وہ کلام اقبال کے مستند شارح تھے۔ انہوں نے اپنی سوانح عمری ”اپنا گریبان چاک“ کے نام سے لکھی جو ادبی اور علمی حلقوں میں بڑی مقبول ہوئی۔ وہ سینیٹر بھی رہے۔ تین بار انہوں نے اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کا فریضہ انجام دیا۔ سیاست میں بھی حصہ لیا۔ لاہور سے قومی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لیا مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ وہ نظریہ پاکستان کے بڑے حامی تھے۔ اس حوالہ سے تمام تقریبات میں شریک ہوتے اور اپنے خیالات کا اظہار بھی کرتے۔ وہ بڑے محب وطن اور استحکام پاکستان کے خواہاں اور ملک کا ایک اثاثہ تھے۔ ان کے اٹھ جانے سے بہت سی مجلسیں سونی ہو گئی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ادارہ ان کے پسماندگان کے اس صدمہ میں شریک ہے۔ (ادارہ)

تزکیہ جات کے حصول کے لیے پالیسی سرکلر

سعودی جامعات کے تزکیہ کے حصول کے سلسلہ میں یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ ضلعی و شہری امراء و ناظمین زیادہ احتیاط سے کام نہیں لیتے اور ہر طالب تزکیہ کی فرمائش پر سفارشی خط لکھ دیتے ہیں یہ مناسب نہیں۔ کثیر تعداد میں تزکیات کا اجراء اور غیر مستحق افراد کو تزکیات جاری کرنے سے جماعتی تزکیہ کی قدر و قیمت کم ہوتی ہے اور دوسرے جماعتی نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے آئندہ تزکیہ کے لیے سفارشی خط لکھنے سے پہلے کم از کم درج ذیل امور کے بارے میں اچھی طرح تبلی کر لیں: ۱۔ کہ طالب تزکیہ اور اس کے خاندان کی وابستگی صرف مرکزی جمعیت اہل حدیث سے ہے کسی اور تنظیم سے نہیں۔ ۲۔ اس کی تعلیمی اہلیت کم از کم عالیہ یابی اے/بی ایس سی ہے۔ ۳۔ البتہ حفظ قرآن کے ساتھ ایف اے کی سند بھی قابل قبول ہو سکتی ہے لیکن ترجیح حفظ کے ساتھ بی اے/بی ایس سی کی سند ہے۔ والسلام!

(بحکم امیر محترم) حافظ بابر فاروق رحیمی..... ناظم مرکزی سیکرٹریٹ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

لیے اطلاع عرض ہے کہ عالم اسلام کے مسلمانوں کے دل بالعموم اور پاکستانی عوام کے دل بالخصوص سعودی بھائیوں کے دلوں کے ساتھ دھڑکتے ہیں وہ ان کی خدمتِ حرمین شریفین کی مساعی اور حجاج کرام کو دی جانے والی سہولتوں کو پسندیدگی اور استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے لیے ہمیشہ دعا گور رہے ہیں۔

آخر میں الیکٹرانک میڈیا کے بعض صحافیوں اور سوشل میڈیا پر بحث باطن کا اظہار کرنے والے لوگوں سے ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ آپ لوگوں کو سعودی حکومت کے اچھے اور مفید کام تو نظر نہیں آتے۔ حجاج کے لیے فراہم کی جانے والی سہولتوں پر تو کبھی آپ کی نظر نہیں پڑتی البتہ آپ وہ گناہ بھی سعودی حکومت کے کھاتے میں ڈالنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں جو انہوں نے کیے ہیں نہ کبھی ان کے وہم و گمان میں آئے ہیں۔ ایسے لوگوں کے

مرکزی جمعیت پاکستان کی طرف سے NA-122 اور PP-147 کے انتخابات میں (ن) لیگ کی حمایت کا اعلان

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے این اے 122 اور پی پی 147 کے ضمنی انتخابات میں مسلم لیگ (ن) کے امیدواروں سردار ایاز صادق اور میاں محسن لطیف کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ اس امر کا اظہار دھرم پورہ میں سابق ایم پی اے حاجی عبدالرزاق رہائش گاہ پر مرکزی امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر، ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ایم این اے اور حاجی نذیر احمد انصاری کے ہمراہ پریس کانفرنس میں کیا۔ پروفیسر ساجد میر نے لاہور جماعت کے امیر رانا نصر اللہ اور تمام ذیلی تنظیموں کو ہدایت کی کہ وہ مسلم لیگ (ن) کے امیدواروں سے بھرپور تعاون کریں۔ دونوں حلقوں میں اہل حدیث عوام اپنی حلیف جماعت کے امیدواروں کو ووٹ دیں گے۔ ایک سوال کے جواب میں پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ سردار ایاز صادق سپریم کورٹ میں جاتے تو پہلی ہی سماعت میں انکے حق میں فیصلہ آ سکتا تھا۔ مگر انہوں نے عوام کی عدالت میں جانے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ عمران خاں انتخابی مہم ضرور چلائیں پر جمہوریت پر ضربیں مت لگائیں۔ عدالت اور الیکشن کمیشن برائے انگلیاں بھی مت اٹھائیں۔ الیکشن میں فوج اور رینجرز کی نگرانی کے باوجود عمران خاں کی بوکھلاہٹ سمجھ سے بالاتر ہے۔ مجھے تو ڈر ہے اور یہ کوئی بعید بھی نہیں کہ عمران خاں الیکشن ہارنے پر نہیں رنجور اور فوج پر بھی انگلیاں اٹھانا شروع کر دیں۔ بعد ازاں سردار ایاز صادق اور محسن لطیف نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کی قیادت کی طرف سے اپنی حمایت کے اعلان پر شکریہ ادا کیا۔

پاک سعودیہ تعلقات بے لوث اور بے مثال ہیں۔ شیخ عبدالعزیز عتیق

راولپنڈی (.....) شیخ ڈاکٹر عبدالعزیز عتیق نے کہا ہے کہ پاک سعودیہ تعلقات بے لوث اور بے مثال ہیں، پنجاب کے مختلف اضلاع میں ہزاروں متاثرین اور مستحقین کا فری علاج کیا جا چکا، جبکہ سلسلہ جاری ہے، شاہ سلمان کی قیادت میں آئی آئی آراو پاکستان میں تعلیم، صحت اور تباہی کی فلاح و بہبود کے اقدامات جاری رکھے گا رابطہ عالم اسلامی، انٹرنیشنل اسلامک ریلیف آرگنائزیشن کی میڈیکل ٹیم، لیڈ، بیٹ کچی کوٹ سلطان، محمد الشریعہ والصناعت سمیت پانچ مختلف مقامات پر روزمرہ کی بنیادوں پر مستحقین اور متاثرین کے علاج کیلئے فری علاج جاری رکھے ہوئے ہے۔ ماہر، ممتاز اور سینئر ڈاکٹرز پر مشتمل 20 افراد کی ٹیم کی خدمات ڈاکٹر ضیاء اللہ کی قیادت میں دہلی انسانیت کی خدمت کیلئے کوشاں ہے۔ ادارہ کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر عبدالعزیز بن محمد ابراہیم عتیق نے فری میڈیکل کمپ کے انتظامات کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر ہسپتالہ کوآرڈینیٹر منظم صادق نے میڈیکل کیپسوں کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ بعد ازاں ڈی جی رابطہ نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ پاک سعودیہ تعلقات بے لوث اور بے مثال ہیں، شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود کی قیادت میں آئی آئی آراو پاکستان میں تعلیم، صحت اور تباہی کی کفالت سمیت دیگر شعبوں میں فلاح و بہبود کے اقدامات جاری رکھے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمساندہ اور دراز علاقوں میں بڑھتی ہوئی بیماریوں کے پیش نظر آئی آئی آراو فری میڈیکل کیپسوں کا انعقاد جاری رکھے ہوئے ہے جہاں سے ابھی تک ہزاروں مریضوں کا علاج کیا جا چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رابطہ عالم اسلامی، انٹرنیشنل اسلامک ریلیف آرگنائزیشن خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود کی زیر سرپرستی سعودی عوام اور حکومت کے تعاون سے بلا امتیاز دنیا بھر میں دہلی انسانیت کی خدمت کیلئے کوشاں ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں سفارتخانہ خادم الحرمین الشریفین آئی آئی آراو کی رفاہی سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے اور اس سلسلے کے ہر کام میں عملی طور پر شامل ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ صحت کے میدان میں آئی آئی آراو مختلف پراجیکٹ پر غور کر رہا ہے جن پر جلد ہی عمل کیا جائے گا۔

شاندار حج انتظامات سعودی حکومت کے انتہائی شاندار اقدامات کی بدولت ممکن ہوئے

لاہور (آن لائن) سانحہ منی کو فرقہ وارانہ رنگ دینا قابل مذمت ہے۔ حجاج کرام کی خدمت کے لیے سعودی حکومت کی خدمات دھکی چھپی نہیں۔ شاندار حج انتظامات ہی سعودی حکومت کے انتہائی شاندار اقدامات کی بدولت ممکن ہوئے۔ ایک مخصوص لابی کا خادم حرمین شریفین کو نشانہ بنانا اور اس سارے واقعہ کا ذمہ دار ٹھہرانا قابل افسوس امر ہے۔ سعودی حکومت پر بے جا تنقید قبول نہیں۔ شکست کا بدلہ حج جیسی عبادت کے پردے میں لینا انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔ ان خیالات کا اظہار ابجدیٹ یوتھ فورس پاکستان کے صدر حافظ ذاکر الرحمن صدیقی اور حافظ سلمان اعظم نے حج کی ادائیگی کے بعد واپسی پر لاہور ایئر پورٹ پر گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ سانحہ منی پر سیاست نہیں کرنی چاہیے سانحہ کی ہر پہلو سے مکمل تحقیقات ہونا چاہئیں تاکہ اس کے ذمہ داران بے نقاب ہو سکیں۔ انہوں نے کہا کہ حالت احرام طواف اور دوران حج شہید ہونے والے خوش نصیب ہیں۔ یہ موت اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگوں کی نشانی ہے۔ موت پر افسوس ضرور مگر اس پر دوا ویلہ کرنا گناہ ہے۔ ابجدیٹ یوتھ فورس پاکستان کے جنرل سیکرٹری حافظ فیصل افضل شیخ نے کہا کہ ابجدیٹ یوتھ فورس سینیٹر پروفیسر ساجد میر کے حکم پر NA-122 میں ایاز صادق کی مکمل حمایت کرے گی۔ کارکنان کو ہدایت کی کہ وہ ایاز صادق کو ووٹ ڈال کر ملک کی ترقی کے دشمنوں کو شکست دیں۔ عوام شیر کے علاوہ کسی کو ووٹ ڈال کر اپنا قیمتی ووٹ ضائع مت کرے۔ اہل حدیث یوتھ فورس 19 اکتوبر کو ایاز صادق کی حمایت میں ایک بہت بڑا جلسہ کرے گی۔

ضروری اعلان

وفاق المدارس السلفیہ کا ضمنی امتحان 26 اکتوبر بروز سوموار سے شروع ہو رہا ہے۔ تمام امیدواروں کو رول نمبر جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی کو نہ ملے تو دفتر وفاق سے رابطہ کریں۔..... منجانب: پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی..... ناظم امتحانات وفاق المدارس السلفیہ پاکستان۔ رابطہ: 041-8780274

طب و صحت

ملٹھی کا جواب دوا

جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

ملٹھی طب میں صدیوں سے مختلف مقاصد کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ اسے پیٹ کے امراض خصوصاً معدے اور آنت کے زخم (السر) کے لیے بہت مفید خیال کیا جاتا ہے۔ یہ کھانسی کا بھی ایک آزمودہ روایتی علاج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب موسم سرما میں شدت کی سردی ہوتی ہے تو خشک اور سرد ہواؤں کی وجہ سے گلے میں خراش اور کھانسی ہونے لگتی ہے تو ملٹھی کا سفوف پان میں ملا کر اس کی پیک کو نگل لیا جاتا ہے۔ ملٹھی کا اصل جز گھائی کون کہلاتا ہے۔ جب کہ طب میں اس کا ست رب کہلاتا ہے۔ اس لیے یہ ست رب السوس کہلاتا ہے۔ کھانسی کے لیے یہ بہت مفید ہے اس لیے یہ ست کھانسی کے شربت میں خوب استعمال ہوتا ہے۔ یہ طلق کوثر اور نرم کرتی اور بلغم کا اخراج کرتی ہے۔ ملٹھی کو عربی زبان میں اصل السوس سندھی میں مٹی کا مٹی یعنی مٹی لکڑی فارسی میں بخ مہک جبکہ انگریزی میں لکورس (Licorice) کہا جاتا ہے۔ یہ ایک پودے کی جڑ ہے جو زمین میں گہرائی کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کا پودا چار فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ جبکہ اس کے پھول نیلے رنگ کے ہوتے ہیں اور ردی آب دہوا کے خطے میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی زرد رنگ جڑ شکر سے پچاس گنا زیادہ میٹھی ہوتی ہے۔ چین روس اور بحیرہ روم کے ممالک میں اس کی کاشت طویل عرصے سے ہو رہی ہے۔ ایتھن میں اس کا ست تیار کیا جاتا ہے جسے عمدہ خیال کیا جاتا ہے۔ اب فیصل آباد میں بھی اس کی کاشت ہو رہی ہے۔ یورپ چین اور انگلستان میں بھی اس کا استعمال بہت زیادہ ہوتا ہے۔ ان ممالک میں ملٹھی کا سفوف دیگر ادویات کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے نہ صرف معدہ اور دانتوں کی سوزش اور زخم دور ہوتے ہیں بلکہ آنتوں کی حرکت تیز ہو کر قبض ختم ہوتی ہے۔ چین میں اس کا شمار بہت مؤثر نباتاتی اور ادویہ میں ہوتا ہے۔ ماہرین طب اسے گلے کی خراش اور

کھانسی کے لیے استعمال کرتے آ رہے ہیں۔ چین کے شمالی علاقوں میں ملٹھی اور اس کے مرکبات کو مفید شباب آور ٹانک سمجھتے ہیں۔

طب یونانی میں ملٹھی کا استعمال صدیوں سے ہو رہا ہے۔ طب یونانی کے ماہرین اسے استعمال کرنے سے قبل چھیننے کی ہدایت کرتے ہیں کیونکہ اس کے مطابق سانپ اس پر اپنا پھن رگڑتا ہے۔ اسے چھیل کر استعمال کرنے سے گویا اوپر کی چھال اتر جاتی ہے اور اس طرح اس کے زہر آلود ہونے کا خطرہ ٹل جاتا ہے۔ ملٹھی کا ذائقہ میٹھا بلکہ بہت میٹھا ہوتا ہے۔ اسے بہ طور مناس زیادہ مقدار میں استعمال نہیں کرنا چاہیے اس کی یہ مناس گلیسر ہیزین نامی جوہر کی وجہ سے ہے۔ جڑ میں یہ مناس چھ سے آٹھ فیصد تک ہوتا ہے اور الگ کرنے پر سفید چمک دار سفوف کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس سفوف میں کیلشیم اور گلیسر ہیزک ایسڈ پوٹاشیم اور نمک موجود ہوتا ہے۔ ملٹھی میں شکر نسبتاً ۲۹ فیصد گوند پروٹین اور چکنائی کے علاوہ نئے نین بھی ہوتا ہے جو زیادہ تر جڑ کی چھال میں ہوتا ہے۔ اس میں فراری تیل کے علاوہ زرد رنگین مادہ بھی ہوتا ہے۔

طب و اطباء کے نزدیک ملٹھی مسکن ملین یعنی سکون آور قبض کشا اور پیشاب آور خصوصیت کی حامل ہے۔ کھانسی میں اس کا استعمال بہت مفید ہے۔ یہ بلغم کو اعتدال کے ساتھ پتلا کر کے اخراج کرتی ہے۔ عضلات پٹھوں کو مضبوط بناتی ہے اور حلق کی خشکی دور کر کے تر کرتی ہے۔ سینے سے بلغم کا اخراج کرتی ہے۔

کئی مغربی ممالک میں اسے گلے کی خراش اور کھانسی کے لیے اسی کے ساتھ جوش دے کر بطور چائے پیا جاتا ہے۔ یورپ میں نباتاتی علاج کے معالج اسے آنتوں کی سوزش اور زخم کے ساتھ بطور پیشاب آور استعمال کرتے ہیں اور نرنزی رطوبت کے اخراج کے لیے مفید خیال کرتے ہیں۔ لندن (انگلستان) کے معروف نباتاتی معالج ڈاکٹر میلون کا یہ نسخہ کھانسی کے لیے بہت شہرت رکھتا ہے۔

اسی کے بیج ۱۲ گرام
ملٹھی ۲۵ گرام
عمدہ کشمش ۱۲۰ گرام
اور تازہ پانی ۲ لیٹر

تمام اجزاء پانی میں ڈال کر دھیمی آنچ پر ڈھک کر اتنا پکائیں کہ پانی کی مقدار نصف رہ جائے اب اس میں اچھی قسم کا گڑ ۵۰۰ گرام شامل کر کے چھان کر قوام درست کر لیں۔ رات سونے سے قبل ایک پیالی گرم پانی میں بہ شربت چار چمچ ملا کر تھوڑا تھوڑا چسکی لے کر پیئیں۔ کھانسی کی شکایت رفع ہو جائے گی۔

ایک امریکی نباتاتی معالج ڈاکٹر جیمس ڈیوک کے مطابق ملٹھی میں معدے اور آنتوں کے زخم ٹھیک کرنے کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ سرطان دور کرنے کی بھی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ امریکہ کے سرطان پر تحقیقی ادارے بھی ملٹھی کو اپنی تحقیق میں شامل کر رکھا ہے۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق اس کا اہم جز ثرائی رٹر پناڈز (Reritendids) سرطان کا مفید علاج ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ جسم میں پروستاگلینڈین کی تیارابی کا سلسلہ روک دیتے ہیں۔ پروستاگلینڈین ہارمون جیسے مٹی ایڈ (Fatty Acid) ہوتے ہیں جو سرطانی خلیات بننے کا عمل تیز کر دیتے ہیں۔ ملٹھی کا جز جسم پر سرطان کا سبب بننے والے اجزاء کا حملہ روک سکتے ہیں۔ تحقیق کے نتیجے میں ان اجزاء کی ان خاصیتوں کا اندازہ ہوا ہے۔

ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ ملٹھی کا استعمال کم مقدار میں کرنا چاہیے۔ خصوصاً بلڈ پریشر کے مریضوں کو اس کے استعمال سے قبل اپنے معالج سے مشورہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس کا زیادہ استعمال بلڈ پریشر اور قلب کے امراض میں مسائل پیدا کر سکتا ہے۔ کیونکہ ملٹھی میں تحقیق کاروں کے مطابق کیسیائی جوہر گلیسر ہیزین کی زیادتی سے جسم میں پوٹاشیم کی مقدار کم اور سوڈیم کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے پوٹاشیم کم ہونے سے بلڈ پریشر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

استاد محترم شہید پاکستان حکیم محمد سعید معدے اور آنتوں کے زخم کے لیے اصل السوس سائیدہ ہمراہ شربت بادیان دو چمچ مع ہمار منہ استعمال کراتے تھے اور اس کے مفید نتائج سامنے آئے۔ اس کے بعد اسے سوی کے مرکب کے نام سے ہمدرد نے بنایا ہے جو شربت بادیان کے ساتھ مع ہمار منہ استعمال سے فائدہ مند ہے۔

خط و کتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی

مطب ہمدرد سکیم موٹر علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

042-35419788

انتقال پر ملال

✽ 10 ستمبر 2015ء کو حضرت حافظ عبدالغفار روپڑی، حضرت حافظ عبدالوہاب روپڑی کے چھوٹے بھائی اور حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی کے دادا محترم طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون! مرحوم صوم و صلوة کے پابند، شب زندہ دار، شریف الطبع اور بڑے خلق انسان تھے۔ اگلے روز بھوئے اصل کے مرکزی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ نماز جنازہ حافظ عبدالوحید روپڑی صاحب نے پڑھائی، جنازہ میں علماء کرام، احباب جماعت اور اہل علاقہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو اس صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق سے نوازے۔ آمین! (ادارہ جملہ متعلقین کے صدمہ میں شریک ہے۔) (ادارہ)

✽ حافظ محمد اسماعیل مرحوم کی اہلیہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے رہنما ڈاکٹر محمد حسن کی ممانی، ڈاکٹر محمد افضل مسعود، حاجی محمد اکرم انصاری، عبدالرحمن انصاری، حافظ عمر فاروق انصاری کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں جنہیں ایک بہت بڑے جنازہ کے بعد کبوتران والا قبرستان گوجرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ میں سابق ایم این اے چوہدری احمد علی وڈانچ، چوہدری خالد جاوید وڈانچ، ایم این اے چوہدری بلال اصغر وڈانچ، ایم پی اے مولانا عبدالقادر عثمان، میاں طارق محمود، محمد سرفراز حسن، دیگر سیاسی، سماجی، مذہبی کاروباری اور صحافتی شخصیات نے شرکت کی۔

منجانب: محمد سرفراز حسن، ناظم نشر و اشاعت تحصیل گوجرہ
✽ 18 ستمبر 2015ء بروز جمعہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ملتان کے رہنما چوہدری بشیر احمد گجر ایس ڈی او ٹیلیفون کی اہلیہ محترمہ بستی کوٹ گجراں ملتان میں مختصر علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ صوم و صلوة کی پابند، اعلیٰ اخلاق و کردار کی مالک اور سلیقہ شعار خاتون تھیں،

دعا گو: شفیق الرحمن، جنرل سیکرٹری AYF

چک 136/10-R جہانیاں

کمپنی B کے لیے رابطہ کریں

کمپنی B لینے کے لیے رابطہ کریں

رابطہ: حکیم عبدالکریم بھٹی

نئی منڈی، حبیب آباد، تحصیل پٹوکی، ڈویژن لاہور

0345-7545119 - 0313-7545119

اخبار الجماعۃ

خطبہ جمعہ المبارک

✽ مرکزی جمعیت اہل حدیث تھانہ بجلی فیروز وٹوال کے زیر اہتمام 2 اکتوبر 2015ء کا خطبہ جمعہ المبارک جامع مسجد ربانی اہل حدیث بریارانوالہ (بجلی) میں زیر نظامت حاجی تنویر احمد (السدیس ہوٹل والے) مولانا محمد حنیف ربانی حفظہ اللہ تعالیٰ نے ”شہادت“ کے موضوع پر بڑا مدلل اور جامع خطبہ ارشاد فرمایا جسے حاضرین نے بے حد سراہا۔ خطبہ جمعہ المبارک حاضری، انتظامات اور خطاب کے حوالہ سے انتہائی کامیاب رہا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجی تنویر احمد کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔

منجانب: محمد عمران مجاہد، فیروز وٹوال

اظہار افسوس

✽ جماعت کے دیرینہ ساتھی حاجی ملاں خان ۱۴ اکتوبر بروز اتوار روڈ ایکسٹنٹ میں وفات پا گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون! ان کی نماز جنازہ کی نمبر ۵۲۵ فیروز وٹوال میں مولانا ابو زکریا نے پڑھائی، نماز جنازہ میں جماعتی اور سماجی دیگر افراد کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ مرحوم مولانا انعام اللہ ناظر یزدانی کے ساتھی تھے۔ موصوف انتہائی نیک اور تجدد گزار تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزر کر کے جنت الفردوس اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین! شریک غم: پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم اشرف

امیر تھانہ بجلی فیروز وٹوال

ماہانہ درس قرآن

✽ دارالعلوم تقویۃ الاسلام ”مدرسہ غزنویہ“ پیش محل روڈ لاہور میں ماہانہ درس قرآن مورخہ ۱۹ اکتوبر بروز پیر بعد نماز مغرب جناب پروفیسر حافظ ثناء اللہ خاں صاحب حفظہ اللہ پونچھ روڈ لاہور ارشاد فرمائیں گے۔ مستورات کے لیے پردے کا انتظام ہوگا۔

الذی الی الخیر: سید جنید غزنوی، مہتمم دارالعلوم

042-37112045 - 0305-4306197

ضرورت رشتہ

لوکی عمر 24 سال تعلیم: ایم اے صحافت اور انگلش قوم راجپوت خوبصورت، تہذیب کے لیے (ترجیمہ لاہور) سے ہم پلہ، برسر روزگار کے کا رشتہ دار ہے۔ حافظ عبدالرؤف 0334-4382195

جدید سسل

✽ مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع میانوالی جو سبھی متحرک اور فعال نہ تھی اور لوگ اہل حدیث مسلک سے زیادہ شاسا بھی نہ تھے، الحمد للہ اب احباب جماعت کی بھرپور کوششوں سے گزشتہ تین سال کے قلیل عرصہ میں ہر اہل حدیث گھر انہ میں نہ صرف اہل حدیث کا پیغام پہنچ چکا ہے بلکہ بہت سے لوگ مرکزی جمعیت اہل حدیث سے منسلک ہو چکے ہیں۔ مختصر عرصہ میں جماعت کے نام سے ایک مدرسہ بھی جاری ہے جس میں طلبہ کی تعداد ۲۸ تک جا پہنچی ہے۔ اس سے پہلے تو جماعت کے نیت درک میں ایک بھی مدرسہ نہ تھا اور اب شعبہ تبلیغ بھی انتہائی جاں فشانی سے کام کر رہا ہے۔ جس میں نشر و اشاعت اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ بحمد اللہ رسالہ ”اہل حدیث“ کی تعداد ۳۵ تک جا پہنچی ہے اور ساتھ ہی شعبہ خدمت غفل کا کام بھی جاری ہے۔ ڈیڑھ کنال زمین بھی خریدی جا چکی ہے جہاں جماعت کا دفتر اور طلبہ کے لیے رہائش کا انتظام کیا جائے گا۔ گزشتہ ۲۸ مارچ ۲۰۱۵ء سے ۲۳ مئی ۲۰۱۵ء تک جماعت کے زیر انتظام تین کانفرنسیں منعقد ہو چکی ہیں۔ یہ مکمل کابینہ کی انتھک محنت ہی کا ثمر ہے۔

منجانب: پروفیسر محمد خالد، ناظم ضلع میانوالی

ہنگامی اجلاس

✽ مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل رینالہ خورد کی کابینہ کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت مولانا محمد عبداللہ قاسم امیر تحصیل رینالہ خورد منعقد ہوا۔ اجلاس میں نداء الاسلام کے بانی مولانا جابر حسین جابر کے والد محترم حافظ محمد حسین کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ مرحوم انتہائی نیک اور صالح انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب کرے اور درنا کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین! منجانب: محمد یونس عتیق، ناظم تحصیل رینالہ خورد

تعاون فرمائیں!

✽ مرکزی جمعیت اہل حدیث سرائے شاہ فتح تحصیل پسرور کے زیر اہتمام مدرسہ زیر تعمیر ہے۔ احباب جماعت تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ منجانب: عبدالقیوم عاجز، خادم جامعہ القرآن والحدیث فون: 0308-6106493

جماعت کے مخلص بزرگ، ولی کامل الحاج حافظ خوشی محمد بانی جامعہ اسلامیہ 168 چیچہ وطنی ان کے
فرزند ارجمند اور بزرگ رہنما حافظ مشتاق احمد پرواز، سرپرست جامعہ اسلامیہ ان کے بھتیجے

ناظم جامعہ اسلامیہ للبنات 168 کو
نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع ساہیوال بننے پر
دل کی اتھاہ گہرائیوں سے

پیش کرتے ہیں

مبارکباد

اور امید کرتے ہیں کہ وہ اپنی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں اسلام کی
ترجمانی اور مسلک حق کی ترویج کے لیے صرف کریں گے۔

جناب محترم
محرم عبداللہ فاروقی
حضرت مولانا

نادم ادارہ اشاعت القرآن والحديث

نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع ساہیوال

قاری عمر فاروق شاکر

منجانب

معجون تسکین دل



دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔

دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا **قیمت**
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔ 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔ وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

آب سیب	آب انار	آب آبلہ	ورق نعروہ	خارشہ
آب بنی	آب لیس	شہد خالص	بہن سفید	عود بھری
زعفران	مرورید	ورق طلا	شہد	بادرینج
پیشہ	علی سرخ	قل نیوہ	نارنگ	ورق مینترنی
صندل سفید	صندل	نارنگ	نارنگ	مغز بادام
قل مانی	الاجنی خور	جہانی	بہن سرخ	

فیشن FOODS سٹار لاپنڈ ڈیگر وندر سٹیلز کالونی فیشن آباد

پاکستان
بھرمیں
فری
ہوم ڈیلیوری
0314-3085577

تسلیم راج بکسل خوراک

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

فیصل

معجون قوت اعصاب زعفرانی

133، 16، 10، 10، 10، 10

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جانفیل	ناگر موٹھ	مغز بندق	آرد خرما	جوہر آبن
مصطفیٰ	جلوتری	تج	مغز بنولہ	سگھاڑا	کشنہ چاندی
مرورید	دارچینی	اکر	الاجنی خور	پنچ کا سنج	شکوفہ اذخر
ورق طلا	لوگ	مانیس	الاجنی کلاں	نیشہ پیچہ	33 اجزاء
ورق نعروہ	گویندیکر	جز موٹھ	ترنجبین	مالچر	گویندیکر
مغز چنوزہ	مغز بادام	رس کونواں	بہن سفید	گویندیکر	

شکر یہ بمصد شکر یہ بمصد شکر یہ

ہم اپنے معزز جماعتی احباب کے تہہ دل سے مشکور ہیں جنہوں نے ہم پر اعتماد کرتے ہوئے عمرہ سیزن 2014-15 میں کاروان الحدیبیہ کے ساتھ سعادت عمرہ حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حاضری حرمین شریفین کو قبول فرمائیں۔ اور بار بار حاضری کا موقع نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔



حج

بجنگ شروع

ماہ صفر اور

ربیع الاول کے لئے

فوری بجنگ کروائیں

بہترین ٹرانسپورٹ

تمام امرلا سٹری سٹی ٹکٹوں کیلئے رابطہ کریں۔

قرب ترین ہاٹس

گورنمنٹ سے منظور شدہ علاقہ بھر کا سب سے پہلا ادارہ جو 25 سال سے آپ کی خدمت میں مصروف عمل ہے

زائرین حرمین کیلئے تحائف • معاونتی کتب حج و عمرہ • ہینڈ بیگ • تسبیح طواف

برانچ آفس

0301
6837566
0334
4356170

قاری و فاروق تبسم

0301
6814942

محمد سعید احمد

زیر سپرٹس سٹر بالمقابل علی میرج ہال
منڈی مہر
دھال پور ڈو | کھڈیا خاص ضلع قنور

برانچ آفس

0333-0321
6662422

محمد کبیری مدنی
میٹیاں سٹر بالمقابل بمبئی بی بینک
ستیاء روڈ جمال فیصل آباد
041-8557315-16

ہیڈ آفس

0301 4968505
0333 4194280
0300 4238407

فہم محمود احمداہم
فہم محمود احمداہم
بالمقابل یسٹ ڈیز ہینڈ سٹریٹ
فاروق آباد
056 3877266



A product of **BMA** Pharma

BMA
Since 1952

MAJOON KABEER (ZAFRANI)

معجون کبیر
(زعفرانی)

لیجئے
جسم میں تازگی و توانائی
کی اک نئی لہر

Revitalizer, Aphrodisiac

زائل شدہ قوت بحال کر کے جسم کو توانا کرتی ہے
اعصابی کمزوری، طبیعت کا بوجھل پن اور تھکاوٹ دور کرتی ہے
مقوی اعصاب و اعضائے رئیسہ ہے
جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتی ہے
زعفران اور دیگر خالص قیمتی نباتاتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے
مضر مابعد اثر سے پاک ہے



نئی امنگ، نئی ترنگ زندگی میں بھرے نیارنگ

BMA Pharma (Herbal)

1.5 km. Faisalabad Road Okara.

Ph: (044) 2514023, 2514123, Fax: (044) 2523205



BMA
Since 1952

[illegible]